سچا دین

حصہ دوم

افضل حسین رح

فہرست

عقائد و عبادات

آداب اور حقوق

سیرت النبیؐ

نبیوں کے حالات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کچھ نظرِ ثانی شدہ ایڈیشن کے بارے میں

''سچا دین'' مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز کا جامع اور مقبول عام اسلامیات کا سیٹ ہے۔ یہ کئی زبانوں میں شائع ہو چکا ہے۔ عرصے سے اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس میں طلبہ و طالبات کے لیے ضروری مشقوں کا اضافہ کیا جائے۔ آج کل درسی کتابوں میں ہر سبق کے بعد اچھی خاصی مشقیں فراہم کی جاتی ہیں تاکہ طلبہ و طالبات کے ذہن میں موادِ سبق اچھی طرح ذہن نشین ہوجائے۔ ایک ضرورت یہ بھی محسوس ہورہی تھی کہ طلبہ و اساتذہ کی آسانی کے لیے مشکل الفاظ کے معانی بھی کتاب میں درج ہوں۔ چنانچہ نظرِ ثانی کے دوران ان امور کا خیال رکھا گیا ہے۔ جہاں ناگزیر محسوس ہوا وہاں حذف و اضافہ بھی کر دیا گیا ہے، جس سے کتاب کی افادیت مزید بڑھ گئی ہے۔

نظرِ ثانی اور مشقوں کی تیاری کے عمل میں رفیقِ محترم سید شاہ حسین نہری نے خصوصی دلچسپی لی۔ اس کے علاوہ شعبے کے رفقائے کار ابوالمجاہد زاہد، محمد جاوید اقبال، مرزا نہال حبیب بیگ ندوی اور شفیق عالم ندوی صاحبان نے بھی تعاون کیا۔ ڈاکٹر تابش مہدی صاحب اور برادر محمد علی اصلاحی صاحب کے مشورے بھی حاصل رہے۔ ان اصحاب کے علاوہ جن حضرات نے بھی کتاب کو اس مرحلے تک پہنچانے میں تعاون کیا، ہم اُن سب کے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

کتاب کو بہتر سے بہتر بنانے میں، اساتذہ کرام، سرپرست صاحبان اور اہل علم کے مشوروں اور گراں قدر آرا کا بطور خاص انتظار رہے گا۔

۲۲/شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ
۵/ستمبر ۲۰۰۷ء

محمد اشفاق احمد
(نگراں)

تقدیم

مسلمان بچوں کے لیے اسلامیات پر ایک ایسے جامع سیٹ کی ضرورت بہت دنوں سے محسوس ہورہی تھی، جس کی مدد سے ابتدائی درجات کے بچوں کو قلیل مدت میں عقائد، عبادات، سیرت النبی، سیرت انبیا وصلحا، اخلاق و عادات اور معاشرتی آداب وغیرہ سے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچائی جاسکیں اور مضامین کا بار بڑھائے بغیر عام فہم اور دل نشین انداز میں دین کے تمام پہلوؤں کا سادہ مگر واضح تصور دلایا جاسکے۔

گزشتہ دس بارہ سال سے مروجہ درسیات کے ذریعے ایک ہی عقیدے اور دھرم کی تعلیم، نیز مشرکانہ عقائد اور غیر اسلامی تصورات کی ترویج و اشاعت نے اس ضرورت کا احساس اور شدید کردیا۔ یہ سیٹ دراصل اسی ضرورت کی تکمیل کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔

اس سیٹ کی خصوصیات

۱- زبان نہایت سادہ و سلیس اور طرز بیان عام فہم و دل نشیں ہے۔

۲- بچوں کی نفسیات اور ان کی دلچسپیوں کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔

۳- ہر کتاب میں دین کا جامع اور ہمہ گیر تصور پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور ہر پہلو سے متعلق ایک تدریج سے ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

۴- جامعیت کے باوجود اختصار سے کام لیا گیا ہے اور صرف ہلکی پھلکی معلومات بہم پہنچانے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

۵- مختلف فقہی مسلک کے علما کے مشورے اور نظر ثانی کے بعد اسے شائع کیا جارہا ہے تاکہ ہر مسلک کے طلبہ یکساں طور پر استفادہ کرسکیں۔

۶- جزوی اختلافات کو حتی الامکان نظر انداز کرکے بنیادی اور متفق علیہ باتیں پیش کی گئی ہیں تاکہ طلبہ کے ذہن میں انتشار پیدا نہ ہو۔ استاد حسب ضرورت طلبہ کے مسلک کے مطابق رہ نمائی کردیں۔

۷- مشرکانہ عقائد اور غیر اسلامی تصورات جو مروجہ درسی کتب اور اسکولوں کی فضا کا لازمی جز بنتے جارہے ہیں۔ ان کے ضمن میں حقائق پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ بچوں کا ذہن ان کے مضر اثرات سے محفوظ رہ سکے۔

اس سیٹ کو مفید تر بنانے کے لیے تمام مشورے شکریہ کے ساتھ قبول کیے جائیں گے۔ خدا کرے ہماری یہ حقیر کوشش نئی نسل کے لیے مفید ثابت ہو۔ وما توفیقی الا باللہ۔

افضل حسین

رامپور، یکم مئی ۱۹۶۱ء



حمد

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَللہ اپنا سب سے بڑا ہے
جھکنا اسی کے آگے روا ہے
جو کچھ کیا ہے، اس نے کیا ہے
جو کچھ دِیا ہے، اس نے دِیا ہے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

چاند اور تارے اس نے بنائے
پھولوں سے گلشن اس نے سجائے
چشمے نکالے، دریا بہائے
کیا کیا سُہانے جلوے دکھائے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

بھائی، بہن اور ماں باپ بخشے
جنت بنا گھر جن کے سبب سے
میوے مٹھائی ہم اُن سے پاتے
ہیں لطف سارے دم سے اُنھی کے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

(شفیع الدین نیرؔ۔ از اسلامی نظمیں)

نعت

جب انساں تھا دین سے جاہِل
دنیا تھی اللہ سے غافِل
اُس دم بن کر دین کے حامِل
آئے اک انسانِ مُکرّم

کون؟ محمدؐ سرورِ عالم
صَلّی اللّٰہُ علیہ وَ سلّم

کُفر و بدی سے لڑنے والے
ظلم و ستم کو سہنے والے
بات مگر حق کہنے والے
کرنے والے روشن عالَم

کون؟ محمدؐ سرورِ عالم
صَلّی اللّٰہُ علیہ وَ سلّم

مالک کا فرمان سنا کر
انساں کو انسان بنا کر

ہاتھوں میں قرآن تھما کر
کرنے آئے دین کو محکم
کون؟ محمد سرورِ عالم
صلّی اللّٰہ علیہ وَ سلّم
(کوثر اعظمی)



۳

اسلام اور اس کے فائدے

اسلام کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکانا، اس کا کہا ماننا اور اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا۔ ہم سب کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ چھوٹی بڑی تمام چیزیں اُسی نے بنائی ہیں۔ سب کی ضرورتیں وہی پوری کرتا ہے۔ سب اسی کا دیا کھاتے ہیں۔ سب اسی کے جلائے جیتے ہیں۔ اسی لیے سب اسی کے بندے اور غلام ہیں۔ زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے، سیارے سب اس کے تابع ہیں۔ ہوا اسی کے چلائے چلتی ہے، پانی اسی کے حکم سے برستا ہے، ساری چیزیں اسی کی تابع ہیں اور اسی کے بتائے ہوئے راستے پر چلتی ہیں۔ ہمارے لیے بھی صحیح راہ یہی ہے اور اسی میں ہم سب کا بھلا بھی ہے کہ ہم اللہ کا کہا مانیں اور اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں، یعنی اسلام کو اپنائیں۔ اسلام کو اپنانے والا ''مسلم'' کہلاتا ہے۔ دین دنیا کی ساری بھلائیاں اسلام ہی میں ہیں۔ اس لیے اسلام پر چلنے والے کو اسلام سے بے حد فائدے پہنچتے ہیں۔ وہ دنیا کا بہترین انسان بن جاتا ہے۔ اس میں اَن گنت خوبیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ وہ بھی ایسی کہ کسی خوبی میں کوئی غیر اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

یہاں اسلام پر چلنے والے کی چند خوبیاں لکھی جاتی ہیں:

۱۔ وہ نیک اور پاک باز ہوتا ہے۔ برائیوں کے پاس بھی نہیں پھٹکتا۔ وہ جانتا ہے کہ اللہ نیکیوں سے خوش اور برائیوں سے ناراض ہوتا ہے۔ کبھی بھول چوک ہوجاتی ہے تو فوراً توبہ کرکے پھر نیک بن جاتا ہے۔

۲- وہ بات کا سچا ہوتا ہے۔ جھوٹ کے قریب نہیں جاتا۔ وہ جانتا ہے کہ جھوٹ ساری برائیوں کی جڑ ہے۔

۳- وہ وعدے کا پکّا ہوتا ہے۔ کچھ بھی ہوجائے، وہ وعدہ کرکے مکرتا نہیں۔ اسے پورا کرکے رہتا ہے۔ اسی لیے لوگ اس کے وعدوں کا اعتبار کرتے ہیں۔

۴- وہ معاملے کا کھرا ہوتا ہے۔ کسی کو دھوکا نہیں دیتا۔ نہ بے ایمانی کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ لوگ تو دھوکا کھاسکتے ہیں، مگر اللہ سے کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ اللہ تو دلوں کے بھید بھی جانتا ہے۔

۵- وہ دل کا غنی ہوتا ہے۔ کسی کے دھن دولت یا کسی کی اچھی چیزیں دیکھ کر وہ لالچ نہیں کرتا۔ کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا۔

۶- وہ بہادر اور نڈر ہوتا ہے۔ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ وہ جانتا ہے کہ اللہ کا حکم نہ ہوتو دنیا کی کوئی طاقت اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

۷- وہ رشتے داروں کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے۔ ماں باپ، بھائی بہن اور رشتے ناتے کے حق کو پہچانتا ہے۔ ہر ایک کے ساتھ جو کچھ وہ کرسکتا ہے، کرتا ہے۔

۸- وہ دکھ درد میں دوسروں کے کام آتا ہے۔ غریبوں، دکھیوں، یتیموں اور بیواؤں کا خیال رکھتا ہے۔ ان کو آرام پہنچا کر ثواب کماتا ہے۔

۹- وہ میل محبت سے پیش آتا ہے۔ بڑوں کا ادب، چھوٹوں سے پیار کرتا ہے۔ چھوٹا بڑا، امیر غریب، ہر ایک اس کے برتاؤ سے خوش ہوتا ہے۔ وہ کسی کا دل دکھانا پسند نہیں کرتا۔

۱۰- وہ احسان کا بدلہ احسان سے دیتا ہے۔ کسی نے اس کے ساتھ بھلائی کی ہوتو وہ اسے کبھی نہیں بھولتا، بڑھ چڑھ کر اس کے ساتھ بھلائی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

۱۱- وہ شرم و حیا کا پُتلا ہوتا ہے۔ بے حیائی کے کاموں سے اُسے سخت نفرت ہوتی ہے۔ دوسروں کی عزّت و آبرو کو وہ اپنی عزّت و آبرو سمجھتا ہے۔ اپنی اور دوسروں کی عزّت و آبرو کی حفاظت کرتا ہے۔

۱۲- وہ سب کا بھلا چاہتا ہے کسی کا بُرا نہیں چاہتا۔ کسی سے حسد نہیں کرتا۔

۱۳- وہ سب کے ساتھ عدل و انصاف کرتا ہے۔ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ کسی کو ستاتا نہیں۔ کسی کی پچ نہیں کرتا۔ حق و انصاف کے معاملے میں اپنے پرایے اس کی نظر میں برابر ہوتے ہیں۔

۱۴- وہ اکڑ کر نہیں چلتا۔ اتراتا نہیں۔ اپنی کسی خوبی پر گھمنڈ نہیں کرتا۔ وہ جانتا ہے کہ ساری بڑائی صرف اللہ کے لیے ہے۔ سب انسان مجبور اور بے بس ہیں، اللہ کے بندے اور غلام ہیں۔ ان کے پاس اپنا کیا ہے، جو کچھ ہے اللہ کا دیا ہوا ہے۔

۱۵- وہ دوسروں کے لیے بھی وہی پسند کرتا ہے، جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ کسی کو ذلیل نہیں سمجھتا۔ کسی کی بے عزتی نہیں کرتا۔ کسی کا مال نہیں مارتا۔ کسی کا نام نہیں بگاڑتا۔ کسی کا منہ نہیں چڑاتا۔ کسی کی نقل نہیں اتارتا۔ پیٹھ پیچھے کسی کی برائی نہیں کرتا۔ بغیر پوچھے کسی کی چیز نہیں لیتا۔ وہ سوچتا ہے کہ جب میں نہیں پسند کرتا کہ دوسرے یہ بدسلوکی میرے ساتھ کریں تو میں دوسروں کے ساتھ ایسا کیوں کروں۔

یہ ہیں وہ چند خوبیاں جو اسلام کی وجہ سے کسی شخص میں پیدا ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام ہی کو ہمارے لیے پسند کیا ہے۔ اسی کو سچا دین قرار دیا ہے اور اسی پر چلنے والوں کو کامیابی کی خوش خبری دی ہے:

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ o (اور تم ہی سر بلند رہو گے اگر واقعی تم مومن ہو)

ذرا سوچیے ! جس شخص میں اتنی ساری خوبیاں ہوں اور وہ بھی ایسی کہ کوئی غیر کسی خوبی میں بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکے تو ہر جگہ وہ کامیاب اور سر بلند نہ ہوگا تو اور کون ہوگا؟

معانی و اشارات

تابع	=	فرماں بردار، پیروی کرنے والا
پاک باز	=	پرہیز گار۔ نیک آدمی
حسد کرنا	=	بُرا چاہنا
پچ	=	طرف داری
پرائے	=	دوسرے، جو اپنے نہیں ہیں
مجبور	=	وہ جو کچھ بھی نہ کرسکتا ہو، بے بس۔ ناچار
سر بلند	=	عزت والا، بڑے مرتبے والا
غنی	=	دولت مند، بے نیاز، جسے کسی چیز کی ضرورت نہ ہو

مشق

(الف) مختصر جواب دو:

۱- اسلام کے کیا معنی ہیں؟

۲- ہم سب کا بھلا کس بات میں ہے؟

۳- کسی کو دکھ درد میں دیکھ کر تم کیا کرو گے؟

۴- اگر کوئی ہمارے ساتھ بھلائی کرے تو ہمیں اُس کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے؟

۵- اسلام پر چلنے والوں کو اللہ نے کیا خوش خبری دی ہے؟

(ب) نیچے اسلام پر چلنے والوں کی چند خوبیاں اور بُرے لوگوں کی کچھ خرابیاں بیان کی گئی ہیں۔ خوبی اور خرابی کو بتانے کے لیے ان کے سامنے بنے خانوں میں ''خوبی'' اور ''خرابی'' لکھو۔

۱- وعدہ کرکے مکر جاتا ہے ( )

۲- جب کوئی بھول چوک ہوجاتی ہے تو فوراً توبہ کرلیتا ہے ( )

۳- بات کا سچا ہوتا ہے ( )

۴- دوسروں کی اچھی اچھی چیزیں دیکھ کر لالچ کرتا ہے ( )

۵- رشتے داروں کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے ( )

۶- اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا ( )

۷- بڑوں کا ادب اور چھوٹوں سے پیار نہیں کرتا ( )

۸- اپنی کسی خوبی پر گھمنڈ نہیں کرتا ( )

(ج) اسلام پر چلنے والے کی پانچ خوبیاں مختصر طور پر بیان کرو۔

اشارہ: اسلام پر چلنے والے کی چند خوبیاں یہ ہیں:

☆ وہ نیک اور پاک باز ہوتا ہے ۳- ....

۱- .... ۴- ....

۲- .... ۵- ....

کچھ اور کام

اسلام پر چلنے والوں کی خوبیاں اچھی طرح تمھارے ذہن نشین ہوگئیں، ان پر عمل کیا کرو اور اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو بھی ان پر عمل کرنے پر ابھارو۔

مثلاً۔ اپنے محلے کے غریب، دکھی اور یتیم بچوں کی خبر گیری کرو اور ان کو اپنے ساتھ پڑھنے لکھنے اور کھیل کود میں شریک کرو۔

۴

ایمان

اللہ کا شکر ہے ہم مسلمان ہیں۔ اللہ نے ہمیں دین و ایمان کی دولت بخشی ہے۔ یہ اس کا سب سے بڑا کرم ہے۔ ورنہ ہم بھی گم راہوں کی طرح بھٹکتے پھرتے اور اپنی دنیا اور عُقبیٰ دونوں بگاڑ لیتے۔

ہمارا دین اسلام ہے۔ اسلام اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صرف اچھی باتوں اور اچھے کاموں کا حکم دیتا ہے، بُری باتوں اور بُرے کاموں سے روکتا ہے۔ ظاہر ہے سب کا بھلا اسی میں ہے کہ وہ اللہ کا کہا مانیں، نیکیاں کریں اور برائیوں سے دور رہیں۔ یہی اسلام ہے اور اللہ کی نظر میں یہی سچا دین ہے۔ دین دنیا کی ساری بھلائیاں اسلام کو اپنانے یعنی اللہ کی اطاعت و فرماں برداری کرنے ہی میں ہیں۔ اسلام کی سیدھی سچی راہ چھوڑ کر کوئی بھی فلاح نہیں پا سکتا۔

ایمان پختہ یقین کو کہتے ہیں۔ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان لائے۔ جب تک ان تینوں باتوں کو دل سے نہ مانا جائے، ان پر پورا یقین نہ رکھا جائے، کوئی شخص اللہ کی اطاعت و فرماں برداری کر ہی نہیں سکتا۔ وہ نہ تو اسلام پر چل سکتا ہے اور نہ مسلمان ہو سکتا ہے، اسی لیے ہم سب کا ان پر ایمان ہے اور ہم اپنے ایمان کی پوری حفاظت کرتے ہیں۔

۱-توحید

توحید کے معنیٰ ہیں اللہ کو اس کے ناموں اور صفتوں کے ساتھ ایک اور تنہا جاننا اور ماننا۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ ایک ہے۔ اسی نے سب کو پیدا کیا۔ وہی روزی دیتا ہے۔ وہی جلاتا اور مارتا ہے۔

وہی سب کا حاکم اور بادشاہ ہے۔ زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے، سیارے، جان دار، بے جان کوئی بڑی یا چھوٹی چیز سب اس کے قبضے میں ہیں۔ راجا پرجا، امیر غریب، چھوٹا بڑا ہر ایک اس کا محتاج ہے، وہ اپنے کسی کام کے لیے کسی کا محتاج نہیں۔ جن فرشتے، نبی، ولی سب اس کے بندے اور غلام ہیں۔ نفع نقصان، عزّت ذلّت، دَھن دولت سب کچھ اس کے ہاتھ میں ہے۔ اس کا حکم نہ ہو تو کوئی ذرہ برابر نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ وہ دینا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا، وہ چھیننا چاہے تو کوئی بچا نہیں سکتا۔ وہ پکڑنا چاہے تو کوئی چھڑا نہیں سکتا، وہ چھوڑنا چاہے تو کوئی پکڑ نہیں سکتا۔ چھوٹے بڑے کسی کام میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے۔ اسے ہر چیز کا پورا پورا علم ہے۔ وہ ہر کم زوری اور بُرائی سے پاک ہے۔ جتنی اچھائیاں ہیں سب کی سب اُسی میں ہیں۔ کسی میں اگر کوئی خوبی پائی جاتی ہے تو وہ اُسی کی دی ہوئی ہے۔

توحید پر ایمان لانے کی وجہ سے ہم مسلمان صرف اللہ کی عبادت یا بندگی کرتے ہیں۔ کسی اور کے سامنے نہ سر جھکاتے ہیں اور نہ ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ اللہ کے سوا نہ تو کسی اور سے دعا مانگتے ہیں نہ کسی اور کی پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ دُکھ درد میں اسی کو پکارتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمیں جو کچھ ملتا ہے اللہ کا دیا ہوا ملتا ہے۔ کوئی دوسرا نہ ہمیں کچھ دے سکتا ہے اور نہ ہم سے کچھ چھین سکتا ہے۔ ہم کُھلے چُھپے ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف نہیں کرتے۔ ہمیں خوب معلوم ہے کہ اس کی مرضی کے خلاف چل کر ہم اس کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے۔

۲- رسالت

رسالت پر ایمان کے معنیٰ ہیں اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا۔ ہم مسلمانوں کا ایمان ہے کہ اللہ نے دنیا والوں کو اپنی مرضی بتانے اور انھیں سیدھی راہ دکھانے کے لیے اپنے پیغمبر یعنی نبی اور رسول بھیجے۔ سب پیغمبر انسان تھے۔ اللہ کے نیک بندے تھے۔ نہایت سچے اور برائیوں سے پاک تھے۔ ان بزرگوں نے انسانوں تک اللہ کا پیغام پہنچایا۔ اس کے حُکموں پر چل کر دکھایا۔ لوگوں کو سیدھی راہ پر لانے کے لیے خون پسینہ ایک کر دیا۔ انھوں نے نادانوں کے ہاتھوں طرح طرح کے دُکھ جھیلے مگر جب تک زندہ رہے، انسانوں کی بھلائی کے لیے جان کھپاتے رہے اور انھیں اللہ کی بندگی اور اپنی پیروی کے لیے اُکساتے رہے۔

اللہ نے بہت سے نبی اور رسول بھیجے۔ ان سب نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ سب سے آخر میں حضرت محمد ﷺ تشریف لائے۔ اللہ نے آپؐ پر قرآن مجید اُتارا۔ آپؐ کے بعد اب کوئی نبی اور رسول نہ آئے گا۔ قیامت تک اب آپؐ ہی کے لائے ہوئے راستے کو اپنانے میں سب کی بھلائی اور نجات ہے۔

رسالت پر ایمان لانے کے بعد ہم مسلمان سارے پیغمبروں کو اللہ کے سچے نبی اور رسول مانتے اور ان کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ پیارے نبیؐ حضرت محمدؐ کو اللہ کا آخری رسول مانتے ہیں اور آپ ہی کی پیروی میں اپنی نجات سمجھتے ہیں۔

ہم ہر وہ بات فوراً مان لیتے ہیں، جس کے بارے میں پتا چل جائے کہ پیارے نبیؐ نے یہ بات کہی ہے۔ ہر کام اور ہر بات میں ہم پیارے نبیؐ کے نمونے کو اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ غیروں کی نقالی کرکے اپنا دین و ایمان نہیں بگاڑتے۔

۳- آخرت

آخرت پر ایمان کے معنیٰ ہیں مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لانا۔ توحید و رسالت کے بعد تیسری بات جس کا ہمیں پختہ یقین ہے اور جس پر ہم سب مسلمانوں کا ایمان ہے وہ یہ ہے کہ ایک دن سارے انسان مرجائیں گے۔ ساری دنیا ختم ہو جائے گی۔ نہ زمین رہے گی نہ آسمان، نہ سورج رہے گا نہ چاند نہ تارے۔ اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ سب کو حشر کے میدان میں اکٹھا کیا جائے گا۔ ہر ایک کا کچا چِٹّھا اس کے سامنے آئے گا۔ پھر اللہ سب کا حساب لے گا۔ جن لوگوں نے اللہ کا کہا مانا ہوگا، اس کے رسولوں کی پیروی کی ہوگی، نیکیاں کمائی ہوں گی اور برائیوں سے بچے ہوں گے، اللہ ان سے خوش ہوگا۔ اُنھیں رہنے کے لیے جنت دے گا، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ جنت میں ہر طرح کا آرام ہوگا، وہ جو چاہیں گے، پائیں گے۔ ایسی ایسی نعمتیں ملیں گی، جن کو ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔

رہے وہ لوگ جنھوں نے اللہ کی نافرمانی کی ہوگی، رسولوں کی پیروی سے منہ موڑا ہوگا، بُرے بُرے کام کیے ہوں گے، خود بھی بھٹکے ہوں گے اور دوسروں کو بھی بھٹکایا ہوگا اور اس طرح دنیا

میں فِتنہ وفساد پھیلانے کا سبب بنے ہوں گے، ان ظالموں سے اللہ ناراض ہوگا۔ انھیں سخت سزا دے گا۔ ایسے لوگ جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ جہنم بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ وہاں انھیں طرح طرح کا دُکھ دیا جائے گا، ایسا دکھ کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے۔ اللہ کی پکڑ سے کوئی بچا نہیں سکتا اور نہ کہیں پناہ مل سکتی ہے۔

اے ہمارے رب! ہماری بھول چوک معاف کردے۔ ہمیں جہنم کی آگ سے بچا۔ ہمیں دین دنیا کی ساری بھلائیاں عطا فرما۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فی الاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ o

اے ہمارے پالن ہار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائیاں عطا فرما اور آخرت میں بھی اور ہمیں جہنّم کے عذاب سے بچالے۔

معانی و اشارات

کرم	:	مہربانی
ولی	:	اللہ کا دوست، نیک بندہ
جان کھپانا	:	سخت محنت کرنا
اُکسانا	:	ابھارنا، آمادہ کرنا
نقّالی	:	نقل اتارنا
کچّا چِٹّھا	:	صحیح صحیح حال
فساد	:	بگاڑ
فلاح	:	کامیابی
دعوت دینا	:	بلانا
حشر	:	قیامت
فتنہ	:	ہنگامہ، جھگڑا
باز رکھنا	:	روکنا، منع کرنا

جِن : ایک مخلوق جس کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے پیدا کیا ہے۔

نجات : رہائی، چھٹکارا



(الف) مختصر جواب دو:

۱- اللہ کا ہم پر سب سے بڑا کرم کیا ہے؟

۲- ''اسلام'' اور ''ایمان'' سے تم کیا سمجھتے ہو؟

۳- اگر ہمیں ایمان کی دولت نہ ملتی تو کیا ہوتا؟

۴- توحید کسے کہتے ہیں؟

۵- آخرت پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

۶- رسالت کیا ہے؟

۷- رسالت پر ایمان لانے کے بعد ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

(ب) خالی جگہیں بھرو:

۱- اللہ کی نظر میں .... سچا دین ہے۔

۲- ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ .... ایمان لائے۔

۳- جن، فرشتے، نبی، ولی سب اس کے .... اور غلام ہیں۔

۴- دنیا والوں کو سیدھی راہ دکھانے کے لیے اللہ نے اپنے پیارے .... بھیجے۔

۵- اللہ نے آپ پر .... اُتارا۔

۶- آپؐ کے بعد اب کوئی نبی اور .... نہ آئے گا۔

۷- اللہ جن سے خوش ہوگا انھیں .... دے گا۔

۸- .... بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔



اس سبق میں جو دعا بتائی گئی ہے اس کو معنی کے ساتھ یاد کرلو۔

۵

اللہ کی کتابیں

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ اس نے سب کو پیدا کیا۔ طرح طرح کی چیزیں بنائیں۔ ضرورت کا سارا سامان دیا اور اتنے ہی پر بس نہیں کیا بلکہ رہنے سہنے کا ٹھیک ٹھیک ڈھنگ بھی بتادیا۔ تاکہ اس پر چل کر ہم دنیا میں اچھی طرح رہیں اور آخرت میں جنت بھی ملے۔ اللہ نے یہ باتیں نہ بتائی ہوتیں تو لوگ بھٹکتے پھرتے، سیدھی راہ نہ پاتے۔

سیدھی راہ دکھانے کے لیے اللہ نے بہت سے نبی اور رسول بھیجے۔ رسولوں پر اپنی کتابیں اتاریں۔ ان کتابوں میں اللہ کی باتیں ہوتی تھیں۔ رسول خود بھی ان باتوں پر چلتے تھے اور دوسروں کو بھی یہی باتیں سناتے اور ان پر چلنا سکھاتے تھے۔ ہم مسلمانوں کا ایمان ہے کہ اللہ نے بہت سی کتابیں اتاریں، چھوٹی بھی بڑی بھی۔ ان کتابوں کی ٹھیک ٹھیک گنتی تو اللہ ہی کو معلوم ہے البتہ ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔

۱- توریت

اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتاری۔ وہ اللہ کے پیارے رسول تھے۔ ان کا کچھ حال ہم آگے پڑھیں گے۔ بہت دنوں تک اس کتاب سے لوگوں کو رہنے سہنے کا ٹھیک ٹھیک ڈھنگ معلوم ہوتا رہا، لوگ بھٹکنے سے بچے رہے مگر ان کے نام لیوا یہودیوں نے اس کتاب

کی بہت سی باتیں بدل ڈالیں اور اس میں ادھر ادھر کی بہت سی باتیں بھی ملا دیں۔ کچھ لوگوں کی بے پروائی اور کچھ کی شرارت سے یہ کتاب گڈمڈ ہوگئی۔ یہودیوں کی ان حرکتوں سے اللہ کا تو کچھ نہیں بگڑا، البتہ وہ خود ہی بھٹکنے لگے اور اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو بگاڑ لیا۔

۲- زَبور

یہ کتاب حضرت داؤد علیہ السلام پر اتری۔ یہودیوں نے اِس کتاب کے ساتھ بھی وہی حرکت کی، جو وہ توریت کے ساتھ کر چکے تھے۔ آخر اس کتاب کا بھی کوئی اعتبار نہیں رہ گیا۔

۳- انجیل

یہ کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتاری گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک مشہور نبی ہوئے ہیں۔ ان کا کچھ حال ہم آگے پڑھیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اُٹھالیے جانے کے بعد عیسائیوں نے دھیرے دھیرے انجیل پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ کچھ شریر لوگوں نے اس میں ادھر ادھر کی باتیں ملا دیں۔ آخر یہ کتاب بھی گڈ مڈ ہوگئی۔ ملنے کو تو انجیل نام سے بازار میں اس وقت ایک کتاب مل سکتی ہے، مگر وہ اپنی اصل حالت میں نہیں ہے۔

پیارے نبیؐ کے آنے سے پہلے پہلے لوگ یہ سب کتابیں بگاڑ چکے تھے اور ان میں سے کسی کتاب کا کوئی اعتبار نہیں رہ گیا تھا۔

۴- قُرآنِ مجید

اللہ تعالیٰ کی یہ آخری کتاب ہے۔ یہ پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری۔ اس کی زبان عربی ہے۔ اللہ کی صرف یہی کتاب اب اپنی اصل حالت میں ہمارے پاس موجود ہے۔ اس کو بگاڑ سے بچانے اور ٹھیک ٹھیک باقی رکھنے کی ذمے داری خود اللہ نے لی ہے۔ قیامت تک اب اسی کتاب سے دنیا والوں کو سیدھی راہ معلوم ہوسکتی ہے۔ ہم پابندی سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ دھیرے دھیرے عربی پڑھ کر ہم اس کی باتیں بھی سمجھنے لگیں گے۔

اے اللہ! ہمیں قرآن کی بتائی ہوئی سیدھی راہ پر چلا۔ تا کہ ہمیں دنیا میں بھی عزت ملے اور ہماری آخرت بھی سنور جائے۔ ہمیں تیری خوش نودی حاصل ہو اور جنت ہمارا آخری ٹھکانا بنے۔

معانی و اشارات

بھٹکنا	:	سیدھے راستے سے ہٹ جانا
یہودی	:	حضرت موسیٰؑ کے نام لیوا/ حضرت موسیٰؑ کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے
گڈمڈ ہونا	:	مل جانا
اعتماد	:	بھروسا
عیسائی	:	حضرت عیسیٰؑ کے نام لیوا/ حضرت عیسیٰؑ کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے
آخرت	:	جہاں مرنے کے بعد دنیا میں کیے ہوئے تمام کاموں کا حساب ہوگا اور اچھا یا برا بدلہ ملے گا
قیامت کا دن	:	وہ دن جب یہ دنیا ختم ہو جائے گی

مشق

(الف) مختصر جواب دو:

۱- اللہ نے اپنے نبی اور رسول کس لیے بھیجے؟

۲- قرآن مجید کے علاوہ اللہ کی دوسری کتابوں کا کوئی اعتبار کیوں باقی نہیں رہا؟

۳- وہ کون سی کتاب ہے جس سے قیامت تک دنیا والوں کو سیدھی راہ معلوم ہو سکتی ہے؟

۴- قرآن کریم کو ٹھیک باقی رکھنے کی ذمے داری کس نے لی ہے؟

۵- قرآن مجید سے متعلق اس سبق میں کون سی دعا سکھائی گئی ہے؟

(ب) صحیح جوڑے لگاؤ:

۱-	توریت	حضرت داؤد علیہ السلام
۲-	انجیل	حضرت موسیٰ علیہ السلام
۳-	قرآن مجید	حضرت عیسیٰ علیہ السلام
۴-	زبور	حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۵-	عیسائی	حضرت موسیٰؑ کے نام لیوا
۶-	یہودی	حضرت عیسیٰؑ کے نام لیوا

(د) خالی جگہیں بھرو:

۱- .... اپنی اصل حالت میں ہمارے پاس موجود ہے۔

۲- قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی .... کتاب ہے۔

۳- ہم پابندی سے قرآن مجید کی .... کرتے ہیں۔

۴- قرآن مجید کی زبان .... ہے۔

۵- عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھالیے جانے کے بعد عیسائیوں نے دھیرے دھیرے .... پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔

۶- .... نے توریت کی بہت سی باتیں بدل ڈالیں۔

(ح) قرآن مجید کے بارے میں پانچ جملے لکھو:

مثال کے طور پر:

- قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب ہے

۱-

۲-

۳-

۴-

۵-

٦

فرشتے

ہمارا ایمان ہے کہ فرشتے بھی اللہ کی مخلوق ہیں۔ ہم میں اور فرشتوں میں فرق یہ ہے کہ ہم مٹی سے بنے ہیں اور فرشتے نور سے بنائے گئے ہیں۔ وہ نہ تو ہماری طرح مرد ہوتے ہیں نہ عورت، نہ کھاتے پیتے ہیں نہ سوتے اونگھتے ہیں۔ وہ ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ لیکن ہوا کی طرح آنکھ سے اوجھل رہتے ہیں۔ ان کے بازو بھی ہوتے ہیں، کسی کے دو دو، کسی کے تین تین اور کسی کے چار چار۔ فرشتے سب کے سب نیک ہیں۔ برائیوں اور خرابیوں سے پاک ہیں۔

فرشتے بہت ہی فرماں بردار بنائے گئے ہیں۔ وہ جس کام پر لگادیے جاتے ہیں، اسی پر ہمیشہ لگے رہتے ہیں۔ اللہ کی مرضی کے خلاف وہ کوئی کام کر ہی نہیں سکتے۔ ہر دم اللہ کے حکم پر کان لگائے رکھتے ہیں۔ جس کام کا حکم ملا ٹھیک ٹھیک کر دیا۔ کیا مجال جو کسی حکم میں کمی بیشی کر دیں یا مالک کے خلاف کچھ کر بیٹھیں۔ اللہ کے کام میں ان کو کوئی دخل نہیں ہے۔

فرشتے اَن گِنت ہیں۔ ان کی ٹھیک گنتی تو اللہ ہی کو معلوم ہے البتہ چند مشہور فرشتوں کے نام اور ان کے کام ہمیں بھی بتا دیے گئے ہیں۔

ا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام

حضرت جبرئیلؑ بہت بڑے اور مشہور فرشتے ہیں۔ وہ نبیوں کے پاس اللہ کا حکم لے کر آتے تھے۔ پیارے نبیؐ کو بھی اللہ کا پیغام حضرت جبرئیلؑ ہی نے پہنچایا تھا۔ اللہ کے حکم سے تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن مجید پیارے نبیؐ کے پاس لاتے تھے۔ دین کی راہ میں جب پیارے نبیؐ کو بہت دکھ پہنچتا تھا تو اللہ کی طرف سے آپ ہی آ کر ڈھارس بندھاتے تھے۔ نماز پڑھنے کا طریقہ، نماز کے

اوقات اور دوسری بہت سی باتیں اللہ نے پیارے نبیؐ کو آپؐ ہی کے ذریعے سکھائیں۔ کبھی کبھی بہت زیادہ دنوں تک حضرت جبرئیلؑ نہ آتے تھے تو پیارے نبیؐ بے چین ہوجاتے تھے۔ وہ آتے تب تسلّی ہوتی۔ پیارے نبیؐ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ آپ کے بعد اب کوئی دوسرا نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ اس لیے حضرت جبرئیلؑ کا یہ کام پورا ہوچکا ہے۔ اب وہ اللہ کی بڑائی اور پاکی بیان کرنے میں لگے رہتے ہیں۔

۲۔ حضرت میکائیل علیہ السلام

حضرت میکائیلؑ اللہ کے دوسرے مشہور فرشتے ہیں۔ ان کے ذمّے سب کو روزی پہنچانا ہے۔ اللہ کے حکم سے وہی ہوا چلاتے، پانی برساتے اور ہر جان دار کو روزی پہنچاتے ہیں۔ لیکن دوسرے تمام فرشتوں کی طرح وہ بھی مجبور اور بے بس ہیں۔ اللہ کا حکم نہ ہو تو اپنی طرف سے کچھ نہیں کرسکتے نہ ہوا چلاسکتے ہیں، نہ پانی برساسکتے ہیں اور نہ کسی کو اناج کا ایک دانہ دے سکتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کے ہی حکم سے ہوتا ہے۔

۳۔ حضرت اِسرافیل علیہ السلام

حضرت اسرافیلؑ کے ذمّے صوٗر پھونکنا ہے۔ صور کی آواز بہت ہی تیز اور بھیانک ہوگی۔ وہ قیامت کے دن دوبار صوٗر پھونکیں گے۔ پہلی پھونک میں سارا جہان مَر مِٹ کر ختم ہوجائے گا۔ دوسری پھونک میں سارے اگلے پچھلے مُردے جی اٹھیں گے اور حساب کتاب کے لیے حشر کے میدان میں جمع ہوں گے۔

۴۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام

حضرت عزرائیلؑ کے ذمّے سارے جان داروں کی جان نکالنا ہے، لیکن اپنی طرف سے وہ ایک چیونٹی بھی نہیں مارسکتے۔ اللہ نے ہر ایک کی موت کا وقت طے کردیا ہے۔ چھوٹا ہو یا بڑا جب بھی جس کا وقت پورا ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے اور حضرت عزرائیلؑ اس کی جان نکال لیتے ہیں۔

کچھ دوسرے مشہور فرشتے

ان چار فرشتوں کے علاوہ کچھ اور مشہور فرشتے بھی ہیں۔

۱۔ کِراماً کاتبین

کِراماً کاتبین کے معنیٰ ہیں لکھنے والے بزرگ فرشتے۔ ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ نے دو دو فرشتے لگادیے ہیں۔ ہم جہاں کہیں بھی جائیں یا جس حال میں بھی ہوں وہ فرشتے ہمارے ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ ہمارا ہر ایک کام ان کی نظر میں ہوتا ہے۔ ہماری ایک ایک بات وہ سنتے اور لکھتے رہتے ہیں۔ ہماری کوئی نیکی یا بدی ایسی نہیں ہوتی جسے وہ لکھ نہ لیں۔ قیامت کے دن ہمارا سارا کچّا چِٹھّا ہمارے سامنے ہوگا اور ہر ایک خود دیکھ لے گا کہ ساری عمر اس نے کیا کچھ نیکی اور بدی کمائی ہے۔ جبھی تو ہم مسلمان تنہائی میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں اور کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف نہیں کرتے۔ کون عقل مند اپنا اعمال نامہ سیاہ کرائے گا۔

۲۔ مُنکَر نکِیر

مُنکَر نکِیر کے معنیٰ ہیں ''اجنبی فرشتے''۔ یہ دو فرشتے ہیں، جو مرنے کے بعد ہر ایک کے پاس جاتے ہیں اور اس کے دین کے بارے میں کچھ باتیں پوچھتے ہیں۔ چونکہ وہ اچانک پہنچتے ہیں اور ان کی شکل وصورت کا پہلے سے کوئی علم نہیں ہوتا اس لیے منکر نکیر کہلاتے ہیں۔

۳۔ کچھ فرشتے اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کی دیکھ بھال کے لیے مقرر کیے ہیں۔ جنت کے داروغہ کا نام رضوان اور دوزخ کے داروغہ کا نام مالک ہے۔

۴۔ حَفَظَہ

حَفَظَہ کے معنیٰ ''حفاظت کرنے والے'' کے ہیں۔ حَفَظَہ ان فرشتوں کو کہتے ہیں، جو لوگوں کو دکھ درد سے بچانے کے لیے مقرر ہیں۔

۵- کچھ فرشتے ہماری نمازوں اور اچھی مجلسوں میں آتے ہیں تا کہ ان میں شریک ہونے والوں کی اللہ کے سامنے گواہی دیں۔

غرض طرح طرح کے فرشتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے کام ان کے سُپرد کرر کھے ہیں مگر ان کے اپنے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ فرشتے جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے کرتے ہیں۔

معانی و اشارات

اوجھل	:	جو نظر نہ آئے
مجال	:	طاقت، ہمت
ڈھارس بندھانا	:	تسلّی دینا، ہمّت دلانا
دخل	:	رسائی، پہنچ
صوُر	:	بگل، نفیری، قرنا
مقرر کرنا	:	کسی کام کے لیے رکھنا
اعمال نامہ	:	وہ رجسٹر جس میں آدمی کے اچھے یا برے کام کراماً کاتبین لکھا کرتے ہیں
کان لگائے رکھنا	:	حکم اور بات سننے کے لیے تیار رہنا
سپرد کرنا	:	حوالے کرنا، قبضے میں دینا

مشق

(الف) مختصر جواب دو:

۱- فرشتے کون ہیں؟

۲- فرشتے کس چیز سے بنائے گئے ہیں؟

۳- انسانوں اور فرشتوں میں کیا فرق ہے؟

۴- پیارے نبیؐ کو اللہ کا پیغام کون پہنچاتا تھا؟

(ب) نیچے فرشتوں کے کام لکھے گئے ہیں تم سامنے بنے خانے میں ان کے نام لکھو:

۱- سب کو روزی پہنچاتے ہیں۔ (   )

۲- ان کے ذمے سارے جان داروں کی جان نکالنا ہے۔ (   )

۳- لوگوں کو دکھ درد سے بچانے کے لیے مقرر ہیں۔ (   )

۴- وہ قیامت کے دن صور پھونکیں گے۔ (   )

(ج) نیچے لکھی باتوں کو غور سے پڑھو جو باتیں درست ہوں ان پر (✓) کا نشان اور جو غلط ہوں ان پر (×) کا نشان لگاؤ:

۱- اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے اور حضرت اسرافیلؑ جھٹ پٹ اس کی جان نکال لیتے ہیں۔ (   )

۲- ہم مسلمان تنہائی میں بھی اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ (   )

۳- صور کی پہلی پھونک میں سارے اگلے پچھلے مردے جی اٹھیں گے۔

۴- دوسری پھونک میں سارا جہاں مرمٹ کر ختم ہو جائے گا۔ (   )

۵- اللہ کے کاموں میں فرشتوں کا بھی دخل ہے۔ (   )

۶- اللہ نے ہر ایک کی موت کا وقت طے کر دیا ہے۔ (   )

۷- کچھ فرشتے ہماری نمازوں اور اچھی بھلی مجلسوں میں آتے ہیں۔ (   )

۸- فرشتے ہماری طرح کھاتے پیتے اور سوتے جاگتے ہیں۔ (   )

کچھ اور کام

رات کو سوتے وقت اپنے دن بھر کے کاموں پر غور کرو کہ آج تم نے کون کون سے نیک کام کیے اور کون کون سے نیک کام کرنے سے رہ گئے۔

۷

خدا ایک ہے

اگر دو خدا ہوتے سنسار میں
تو دونوں بَلا ہوتے سنسار میں

خطرناک ہوتا زمانے کا رنگ
ہوا کرتی ہر روز دونوں میں جنگ

اِدھر ایک کہتا کہ میری سنو
اُدھر ایک کہتا: ''میاں چُپ رہو''

ادھر ایک کہتا کہ بھائی مرے
رہے آج دنیا میں بارش رہے

بگڑ کر اُدھر دوسرا بولتا:
''نہیں ! آج ہے دھوپ کا فیصلہ''

غرض جس طرح یہ اُسے روکتا
اُسی طرح وہ بھی اِسے ٹوکتا

بگڑ کر چھڑی مارتا اک خُدا
تو پھر دوسرا اُس پہ چڑھ دوڑتا

خدا دونوں لڑتے لڑاتے یوں ہی
شب و روز فتنے اٹھاتے یوں ہی

زمیں کانپتی، آسماں کانپتا
لڑائی سے سارا جہاں کانپتا

تو دنیا کے یہ بحر و بر خشک و تر
بہت جلد ہوجاتے زیر و زبر

یہ تارے، یہ تاروں کے جُھرمٹ میں چاند
بُری طرح گِر پڑتے ہو ہو کے ماند

نہ ہم ہوتے بچو! جہاں میں نہ تم
سرے سے جہاں بلکہ خود ہوتا گُم

حقیقت میں سب کا خدا ایک ہے
خدا کو جو مانے وہی نیک ہے

(محمد نیازؔ)



اسلام کے ارکان

ہمارا دین اسلام ہے۔ اسلام کے معنی ہیں سر جھکانا، اللہ کا کہا ماننا، اس کے بتائے ہوئے ڈھنگ سے رہنا سہنا۔ سب لوگوں کا بھلا اِسی میں ہے کہ اسلام کو اپنائیں اور اللہ کے کہنے پر ٹھیک ٹھیک چلیں۔ اسلام کو اپنانے کے لیے پانچ باتوں کو اپنانا ضروری ہے۔ ان پانچوں باتوں کی وہی حیثیت ہے جو ایک عمارت میں کھمبوں کی ہوتی ہے۔ کھمبے نہ ہوں تو کوئی عمارت کھڑی نہیں ہوسکتی۔ یا کھمبے گر جائیں تو عمارت ہی گر جائے گی۔ دین اسلام کی عمارت جن پانچ ارکان پر کھڑی ہوئی ہے وہ یہ ہیں:

(۱) ایمان کی گواہی (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج

(۱) ایمان کی گواہی

اسلام کا پہلا رکن ایمان کی گواہی دینا ہے یعنی اِس بات کو دل سے ماننا اور زبان سے کہنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اِسی کو کلمۂ شہادت بھی کہتے ہیں۔ اس کے بغیر اللہ کے کہے پر ہم کس طرح چل سکیں گے؟ پیارے رسولؐ کی بتائی ہوئی سیدھی راہ کو ہم کس طرح اپنا سکیں گے؟ ایمان نہ ہو تو انسان اللہ کا فرماں بردار نہیں رہ سکتا۔

(۲) نماز

اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے۔ وقت کی پابندی کے ساتھ ٹھیک ٹھیک نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ نماز ہی تو ہمیں دن رات میں پانچ بار یہ یاد دلاتی ہے کہ ہم اللہ کے بندے اور غلام ہیں۔ ہمیں اسی کے حکم پر چلنا چاہیے۔ بھول چوک ہوگئی ہو تو معافی مانگنی چاہیے۔ آئندہ نافرمانی سے بچنا چاہیے۔ جو نماز کا پابند نہ ہوگا، وہ ہر بات میں اللہ اور اس کے حکم کو کیسے یاد رکھ سکے گا۔ پھر تو وہ دنیا میں بھی بھٹکتا پھرے گا اور اپنی آخرت بھی بگاڑ لے گا۔ اسی لیے نماز کی بڑی تاکید آئی ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب سے پہلے نماز ہی کے بارے میں پوچھے گا اور بے نمازی کو سخت عذاب دے گا۔

(۳) روزہ

اسلام کا تیسرا رکن روزہ ہے۔ ہمیں رمضان کے روزے رکھنے کا بھی حکم ہے۔ ہر سال رمضان میں ہم برابر ایک ماہ روزہ رکھتے ہیں۔ اللہ کے حکم سے دن بھر کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں۔

(۴) زکوٰۃ

اسلام کا چوتھا رکن زکوٰۃ ہے یعنی ہر سال اپنی کمائی میں سے ایک مقررہ رقم اللہ کی راہ میں نکال دینا فرض ہے۔ دھن دولت اور روپے پیسے کی محبت بھی اکثر لوگوں کو سیدھی راہ سے بھٹکا دیتی ہے۔ زکوٰۃ ہمارے دلوں سے مال کی محبت نکال کر اللہ کی محبت بٹھاتی ہے، تاکہ ہم مال کے جال میں پھنس کر اللہ کی نافرمانی نہ کر بیٹھیں۔

(۵) حج

اسلام کے ارکان میں سے پانچواں رکن حج ہے۔ حج ایک ایسی عبادت ہے، جس میں تمام جانی و مالی عبادتوں کی روح موجود ہے۔ حج اسلام کا وہ رکن ہے، جس میں مسلمان بیت اللہ کی زیارت کرتے ہیں۔ صحت مند، دولت مند مسلمانوں پر زندگی میں کم سے کم ایک بار حج کرنا فرض

ہے۔ حج دراصل ایک مومن بندے کا ایمان و اخلاص کے ساتھ اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کردینے کا نام ہے۔

اللہ کی مرضی پر چلنے کے لیے یہ پانچوں باتیں بہت ضروری ہیں، اسی لیے انھیں دین کے ارکان کہتے ہیں۔ ارکان کے معنیٰ ستونوں یا کھمبوں کے ہیں۔ انھی ارکان پر دینِ اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے۔



(الف) مختصر جواب دو:

۱- اسلام کی عمارت کتنے ارکان پر کھڑی ہوئی ہے اور وہ کیا کیا ہیں؟

۲- کلمۂ شہادت کسے کہتے ہیں؟

۳- نماز ہمیں کیا یاد دلاتی ہے؟

۴- سال میں کتنے روزے فرض ہیں؟

۵- ہم زکوٰۃ کیوں نکالتے ہیں؟

۶- مرنے کے بعد سب سے پہلے ہم سے کس چیز کے بارے میں پوچھا جائے گا؟

(ب) ذیل کی باتوں کو غور سے پڑھو پھر صحیح بات پر (✓) کا نشان اور غلط بات پر (×) کا نشان لگاؤ:

۱- ایمان نہ ہو تو انسان اللہ کا فرماں بردار نہیں رہ سکتا۔ (   )

۲- تلاوت ہی تو ہمیں دن، رات میں پانچ بار یہ یاد دلاتی ہے کہ ہم اللہ کے بندے اور غلام ہیں۔ (   )

۳- مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سب سے پہلے روزے کے بارے میں پوچھے گا۔ (   )

۴- جو نماز کا پابند ہوگا وہ ہر بات میں اللہ اور اس کے حکم کو یاد رکھے گا۔ (   )

۵- دھن دولت اور روپے پیسے کی محبت اکثر لوگوں کو بری راہ کی طرف لے جاتی ہے۔ (   )

۶- ہر سال رمضان میں ہم برابر دو ماہ اللہ کے حکم سے دن بھر کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں۔ ( )

۷- زندگی میں کم از کم تین بار حج کرنا چاہیے۔ ( )

(ج) ترتیب کے لحاظ سے مناسب جوڑے لگاؤ:

۱-	پہلا رکن	زکوٰۃ
۲-	دوسرا رکن	حج
۳-	تیسرا رکن	ایمان کی گواہی
۴-	چوتھا رکن	نماز
۵-	پانچواں رکن	روزہ

(د) نیچے کئی الفاظ دیے ہوئے ہیں، ان میں سے صحیح جواب چن کر خالی جگہیں بھرو:

زکوٰۃ، سخت عذاب، اسلام، ارکان، معبود

۱- سب لوگوں کا بھلا اسی میں ہے کہ.............. کو اپنائیں۔

۲- اللہ کے سوا.............. نہیں۔

۳- اللہ تعالیٰ بے نمازی کو.............. دے گا۔

۴- .... ہمارے دلوں سے مال کی محبت نکال کر اللہ کی محبت بٹھاتی ہے۔

۵- .... کے معنی ستونوں یا کھمبوں کے ہیں۔



کلمۂ شہادت اور اس کے معنیٰ یاد کرو اور ساتھیوں کو زبانی سناؤ۔

٩

نماز

نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے نماز کو قائم رکھا، اس نے پورے دین کو قائم رکھا۔ جس نے نماز چھوڑ دی، اس نے پورے دین کو ڈھا دیا۔

نماز ہمیں اللہ کا فرماں بردار بناتی ہے۔ جو نماز نہیں پڑھتا، وہ اللہ کا فرماں بردار نہیں بن سکتا۔ مسلم اور کافر میں صرف نماز کا فرق ہے۔

قیامت میں سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اگر نماز قبول ہوگئی تو تمام نیکیوں کا بدلہ ملے گا، ورنہ سارے بھلے کام رد کر دیے جائیں گے۔

نماز جنت کی کنجی ہے۔ نماز پیارے نبیؐ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ نماز ہی ہم لوگوں کی معراج ہے۔ معراج میں پیارے نبیؐ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلایا تھا۔ نماز میں ہم بھی اللہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور اپنے رب سے باتیں کرتے ہیں۔ نماز ہمیں برائیوں اور بے حیائیوں سے بچاتی ہے۔ یہی ہمیں نیک بناتی اور ہماری بھول چوک معاف کراتی ہے۔ اسی کے ذریعے سے ہم دین دنیا کی ساری بھلائیاں سمیٹتے ہیں۔

نماز کی تاکید

نماز کی اِسی اہمیت کی وجہ سے اِس پر بہت زور دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں تو سات سو سے زیادہ جگہوں پر نماز کا ذکر آیا ہے۔ اسی سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نماز کس قدر پسند ہے۔ پیارے

نبیؐ نے بھی نماز کی بڑی تاکید کی ہے۔ آپؐ نے نماز کو دین کا ستون، اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور مومن کا نور بتایا ہے۔ اسے اسلام کی پہچان اور بہترین جہاد کہا ہے۔

نماز چھوڑنے کی سزا بہت سخت ہے۔ بے نمازی کے لیے بڑی تباہی ہے۔ پیارے نبیؐ نے فرمایا ہے: ''اذان کی آواز سن کر جو لوگ گھر سے نہیں نکلتے، میرا جی چاہتا ہے کہ جا کر ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔''

پیارے نبیؐ کا کہنا ہے کہ بچے سات سال کے ہو جائیں تو انھیں نماز کی تاکید کرو اور دس سال کے ہو جائیں تو نماز سے غفلت کی صورت میں انھیں مارو۔ پیارے نبیؐ نے جو سب کے لیے رحمت بن کر آئے تھے، جنھوں نے بچوں کو کبھی نہیں پیٹا، جو بچوں سے بے حد پیار کرتے تھے اس کے باوجود آپؐ ہی نے نماز کے معاملے میں بچوں کو سزا تک دینے کا حکم دیا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ نماز کتنی ضروری ہے۔

نماز کے اوقات اور رکعتیں

دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں:

۱۔ فَجرُ

صبحِ صادق (پو پھٹنے سے) لے کر سورج نکلنے سے کچھ پہلے تک فَجرُ کا وقت ہے۔ سورج کا ذرا سا کنارہ بھی نکل آئے تو فَجرُ کا وقت جاتا رہے گا۔ پھر تو اچھی طرح دھوپ نکل آنے کے بعد قضا پڑھنی پڑے گی۔

نمازِ فجر میں کل چار رکعتیں ادا کی جاتی ہیں۔ پہلے دو رکعت سنتِ مُؤکَّدَہ پھر دو رکعت فرض۔ سنتیں بھی فرض ہی کی طرح ادا کی جاتی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ فرض نماز ہم امام کے پیچھے جماعت سے ادا کرتے ہیں۔ نماز سے پہلے تکبیر یا اقامت کہی جاتی ہے اور امام الحمد شریف اور اس کے ساتھ کوئی سورۃ یا چند آیتیں بلند آواز سے پڑھتا ہے۔ سنتیں جماعت سے نہیں پڑھی جاتیں بلکہ ہر ایک الگ الگ اور آہستہ آواز میں ادا کرتا ہے۔ سنتوں سے پہلے اقامت بھی نہیں کہی جاتی۔

۲- ظُہر

سورج ڈھلنے کے بعد سے ظُہر کا وقت شروع ہوتا ہے اور عَصر سے پہلے تک رہتا ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ عصر کا وقت شروع ہونے سے پہلے ظُہر کی نماز ادا کر لی جائے۔

ظُہر میں کل بارہ رکعتیں ہیں: پہلے چار رکعت سنت مُؤکَّدہ پھر چار رکعت فرض، پھر دو رکعت سنت مؤکدّہ پھر دو رکعت نفل۔ فرض نماز اور سنّتوں میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ فرض کی آخری دونوں رکعتوں میں صرف الحمد شریف پڑھتے ہیں جب کہ سنت کی آخری دو رکعتوں میں بھی الحمد شریف کے ساتھ ایک ایک سورۃ ملاتے ہیں۔

۳- عَصر

ڈیڑھ دو گھنٹے دن رہنے سے سورج ڈوبنے تک عَصر کا وقت رہتا ہے۔ مگر بہتر یہی ہے کہ سورج کے پیلا پڑنے سے پہلے نماز عصر ادا کر لی جائے، ورنہ نماز مکروہ ہو جائے گی۔

عصر میں آٹھ رکعتیں ہیں پہلے چار رکعتیں سنت غیر مؤکدّہ پھر چار رکعتیں فرض۔ ظہر کی فرض نماز کی طرح نماز عصر میں بھی قرأت آہستہ آہستہ کی جاتی ہے۔

۴- مَغْرِب

مغرب کا وقت سورج ڈوب جانے کے بعد سے پچھّم کی سرخی یا شفق کی سفیدی غائب ہونے تک رہتا ہے۔ مگر اچھا یہی ہے کہ سورج ڈوبنے کے بعد مغرب کی نماز ادا کرنے میں جلدی کی جائے ورنہ مکروہ ہو جانے کا ڈر ہے۔

نماز مغرب میں کل سات رکعتیں ہیں: پہلے تین رکعت فرض، اس کے بعد دو رکعت سنت مؤکَدَّہْ پھر دو رکعت نَفَل۔

۵- عشا

عشا کی نماز کا وقت مغرب کی نماز کا وقت گزرنے کے بعد، رات کا اندھیرا اچھی طرح

چھا جانے سے شروع ہوتا ہے اور صبح صادق سے پہلے تک رہتا ہے۔ لیکن آدھی رات سے پہلے ادا کرلینا بہتر ہے ورنہ مکروہ ہوجائے گی۔

نمازِ عشا میں سترہ رکعتیں ہیں: پہلے چار سنتیں (غیر مؤکدہ) پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت مؤکّدہ پھر دو رکعت نفل پھر تین رکعت وتر[1] پھر دو رکعت نفل۔ وتر کی پہلی دو رکعتیں تو اور نمازوں ہی کی طرح پڑھی جاتی ہیں مگر دوسری رکعت کے بعد التحیات[2] پڑھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں اور الحمد شریف کے بعد کوئی ایک سورۃ یا چند آیتیں پڑھتے ہیں۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھتے ہیں اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے ہیں۔

نمازِ جمعہ

نمازِ جمعہ ہر جمعے کو ظہر کے وقت ہوتی ہے۔ ہم لوگ نہا دھوکر، کپڑے بدلتے ہیں۔ جمعے کی نماز ہم ہمیشہ جامع مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ پہلے چار رکعت سنتِ مؤکّدہ پڑھتے ہیں۔ جب امام صاحب آکر منبر پر بیٹھ جاتے ہیں تو مؤذّن دوسری اذان دیتا ہے۔ اذان کے بعد امام صاحب خطبہ دیتے ہیں۔ خطبہ ختم کرکے دو رکعت فرض پڑھاتے ہیں۔ یہ دو رکعتیں سب لوگ جماعت سے ادا کرتے ہیں۔ فرض کے بعد ہم پہلے چار رکعت سنتِ مؤکّدہ[3] پھر دو رکعت سنتِ مؤکّدہ ادا کرتے ہیں آخر میں دو رکعت نفل بھی ادا کرلی جائے تو زیادہ ثواب ہے۔ جمعے کے دن ظہر کی نماز کی بجائے نمازِ جمعہ ہوتی ہے، اس لیے اس دن ظہر کی نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

کن وقتوں میں نماز پڑھنا منع ہے

سورج نکلتے یا ڈوبتے وقت یا ٹھیک دوپہر کو جب سورج بالکل سر پر ہوتا ہے، ہر نماز ادا کرنا منع ہے۔

---

(۱) بعض لوگ وتر میں ایک ہی رکعت اور بعض پانچ رکعتیں پڑھتے ہیں۔
اور دعائے قنوت آخری رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر پڑھتے ہیں۔

(۲) بعض لوگ دوسری رکعت کے بعد التحیات کے لیے نہیں بیٹھتے۔

(۳) بعض لوگ فرض کے بعد چار ہی رکعت یا دو ہی رکعت سنتِ مؤکّدہ پڑھتے ہیں۔

اِسی طرح فجر کے وقت فجر کی دو سنتوں کے علاوہ اور عصر و مغرب کی نمازوں کے بیچ میں کوئی نفل نماز ادا کرنا بھی منع ہے۔

معانی و اشارات

رد کرنا	:	واپس کرنا، پھیرنا، قبول نہ کرنا
جنت کی کنجی ہے	:	یعنی اس کے ذریعے سے ہم جنت میں جاسکتے ہیں
تاکید کرنا	:	اصرار کرنا، بار بار کہنا، زور دینا
سنت مؤکّدہ	:	وہ عمل ہے جسے پیارے نبی ﷺ نے ہمیشہ کیا اور بلا عذر اس کو کبھی نہ چھوڑا ہو۔ سنت موکدّہ کو بلا عذر چھوڑنا گناہ ہے۔
سنت غیر مؤکَّدہ	:	وہ عمل ہے جسے نبی ﷺ نے کبھی کیا ہو اور کبھی کسی عذر کے بغیر چھوڑ بھی دیا ہو۔ اس کے کرنے والے کو ثواب ملے گا لیکن چھوڑ دینے والا گناہ گار نہ ہوگا۔
نفل	:	وہ عمل ہے جس کو نبی ﷺ نے کبھی کبھی کیا ہو، اکثر نہ کیا ہو اس کے کرنے والے کو ثواب ملے گا اور نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔

مشق

الف۔ جواب دو:

۱- مسلم اور کافر میں کس چیز کا فرق ہے؟

۲- نماز کے کیا کیا فائدے ہیں؟

۳- وتر کی نماز کا طریقہ کیا ہے؟

۴- کن وقتوں میں نماز ادا کرنا منع ہے؟

۵- جمعے کی نماز میں ہم کل کتنی رکعتیں فرض اور سنت ادا کرتے ہیں؟

۶- نماز جمعہ کا طریقہ کیا ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل حدیثوں سے ہمیں کیا نصیحت ملتی ہے؟

۱- اذان کی آواز سن کر جو لوگ گھر سے نہیں نکلتے، میرا جی چاہتا ہے کہ جا کر ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔

۲- بچے سات سال کے ہوجائیں تو انھیں نماز کی تاکید کرو اور دس سال کے ہوجائیں تو نماز سے غفلت کی صورت میں انھیں مارو۔

(ج) نیچے دیے ہوئے نقشے میں نمازوں کے سامنے بنے ہوئے خانوں میں ان کے اوقات اور کب ان کا پڑھنا بہتر ہے لکھو:

نمازوں کے نام	نمازوں کے اوقات کب سے کب تک	کب پڑھنا بہتر ہے
ظُہر		
مَغرِب		
فَجر		
عَصر		
عِشا		
جُمعہ		

(د) نیچے ایک نقشہ بنا کر ان میں نمازوں کے نام لکھ دیے گئے ہیں تم ان کے سامنے بنے خانوں میں فرض، سنت اور وتر کی رکعتوں کی تعداد لکھو:

نمازوں کے نام	فرض	فرض سے پہلے	فرض کے بعد	وتر
ظُہر				
فَجر				
عِشا				
عَصر				
مَغرِب				
جُمعہ				



نماز کی شرطیں

نماز ادا کرنے سے پہلے چند باتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ انھیں نماز کی شرطیں کہتے ہیں۔ اگر ان میں سے ایک شرط بھی پوری نہ ہو تو نماز درست نہیں ہوگی۔

نماز کی شرطیں یہ ہیں:

۱- بدن کا پاک ہونا، اس میں وضو بھی شامل ہے

۲- کپڑوں کا پاک ہونا

۳- نماز کی جگہ کا پاک ہونا

۴- سَتر (چُھپانے کی جگہیں) ڈھانکنا

۵- وقت کے اندر پڑھنا

۶- قبلے کی طرف رخ کرنا

۷- نماز کی نیت کرنا

نماز شروع کرنے سے پہلے یہ شرطیں ضرور پوری کر لیتے ہیں:

(۱) اگر بدن کے کسی حصے پر ناپاکی ہو تو اسے دھو ڈالتے ہیں۔ استنجا سلیقے سے کرتے ہیں۔ پورا بدن پاک کرنا ہو تو نہا لیتے ہیں۔ صرف وضو کی ضرورت ہو تو صحیح طریقے سے اچھی طرح وضو کر لیتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ پوری نماز پڑھ بھی لیں اور وضو نہ ہو تو نماز ہی نہیں ہوگی۔ غرض بہت

ہی صاف ستھرے اور باوضو ہوکر اللہ کے سامنے جاتے ہیں۔ گندگی اور ناپاکی سے ہمیں نفرت ہے۔ ہم اپنی نماز خراب کرنا نہیں چاہتے۔

(۲) کپڑے اگر ناپاک ہوں تو ہم نماز سے پہلے انھیں بھی پاک کرلیتے ہیں۔ پیشاب، پاخانہ، نالی کی کیچڑ یا اور کوئی ناپاکی لگ جائے تو پاک اور صاف پانی سے تین بار دھوکر خوب نچوڑتے ہیں۔ اگر ناپاکی زیادہ لگی ہو یا دھونے کا موقع نہ ہو تو کپڑے بدل لیتے ہیں۔ ناپاک کپڑوں میں ہم کبھی اللہ تعالیٰ کے سامنے نہیں جاتے۔ ایسے کپڑوں میں نماز ہی نہیں ہوتی۔

(۳) نماز چاہے چٹائی، مصلّے وغیرہ پر پڑھنی ہو یا زمین پر، اس کے پاک صاف ہونے کی طرف سے بھی اطمینان کرلیتے ہیں، کسی ناپاک جگہ نماز کے لیے نہیں کھڑے ہوجاتے۔ ہم جانتے ہیں کہ بدن اور کپڑے پاک ہونے پر بھی جگہ کی ناپاکی سے نماز ٹھیک نہیں ہوگی۔

(۴) لباس بھی ہم پورا پہن کر نماز پڑھتے ہیں۔ اللہ کے دربار میں بے ڈھنگے پن سے نہیں جاتے، سر پر ٹوپی ہوتی ہے بدن پر ایسا کُرتا یا قمیص کہ آستینوں سے کہنیاں ڈھکی رہیں۔ پاجامہ یا تہ بند وغیرہ ایسا جس سے گھٹنے ڈھکے رہیں اور چھپانے کی جگہیں اچھی طرح چھپی رہیں۔ کسی مجبوری سے پورا لباس نہ پہن سکیں تو ناف سے گھٹنوں تک تو ضرور ہی ڈھانک لیتے ہیں۔ کیوں کہ ناف سے گھٹنوں تک بدن ڈھانکنا شرط ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ بدن کے یہ حصے کھلے ہوں تو مردوں کی نماز ہی نہ ہوگی۔ البتہ امّی جان اور آپا جان تو دوپٹے وغیرہ سے اپنا بدن اتنا ڈھانپ کر نماز پڑھتی ہیں کہ چہرے، ہتھیلیوں اور ٹخنوں سے نیچے پیر کے سوا بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہیں دیتا۔ بدن کا اس سے زیادہ حصّہ کھلنے پر عورتوں کی نماز ہی نہیں ہوگی۔

(۵) نمازوں کا وقت اللہ نے مقرر کردیا ہے۔ ہر نماز ہم اس کے وقت کے اندر ہی ادا کرتے ہیں۔ نماز شروع کرنے سے پہلے ہم خوب اطمینان کرلیتے ہیں کہ وقت ہوگیا یا نہیں۔ یہ نہیں کہ دن ڈھلنے سے پہلے ہی ظہر کی نماز پڑھ لی یا کسی اور وقت جلدی کر بیٹھے۔ بلکہ وقت ہوجانے پر پڑھتے ہیں اور جب تک اس کا وقت رہتا ہے، اس کے اندر ہی ادا کرلیتے ہیں۔ کوئی نماز وقت شروع ہونے سے پہلے یا وقت ختم ہونے کے بعد ادا نہیں ہوتی، اسی لیے وقت کا ہم بڑا لحاظ رکھتے ہیں۔ نہ تو جلد بازی کرتے کہ وقت سے پہلے پڑھ لیں، نہ بلاوجہ دیر کرتے ہیں کہ نماز کا وقت ہی چلا جائے۔

(۶) کعبہ ہمارا قبلہ ہے۔ نماز ہمیشہ ہم قبلے کی طرف رخ کرکے پڑھتے ہیں۔ مسجدیں تو سب قبلے کے رخ بنائی ہی جاتی ہیں، اس لیے وہاں تو آسانی ہے، البتہ جب سفر پر جاتے ہیں اور قبلے کا رخ پہچاننے میں دِقّت ہوتی ہے تو ہم بے جھجک کسی جاننے والے سے پوچھ لیتے ہیں۔ جان بوجھ کر کسی دوسری طرف منہ کرنے سے نماز ہوتی ہی نہیں۔ اِسی لیے نماز سے پہلے قبلے کی صحیح سمت اچھی طرح معلوم کرلیتے ہیں۔

۷۔ جس وقت کی بھی نماز ادا کرنی ہو یا جس نماز کی جتنی بھی رکعتیں ادا کرنی ہوں، نماز شروع کرنے سے پہلے اس کی نیت کرلیتے ہیں۔ یعنی دل میں بھی سوچ لیتے ہیں۔ کیوں کہ اس کے بغیر نماز ادا نہیں ہوگی۔ اگر دل میں سوچ لینے کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی کہہ لیا جائے تو بہتر ہے۔ لیکن زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں۔

اس طرح ہم پانچوں وقت کی نماز سے پہلے اوپر کی ساتوں شرطیں ضرور پوری کرلیتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ان شرطوں کو پورا کیے بغیر نماز ہی نہ ہوگی۔

معانی و اشارات

استنجا	:	پیشاب یا پاخانے کے بعد ڈھیلے یا پانی سے پاکی حاصل کرنے کو کہتے ہیں۔
مصلّیٰ	:	نماز پڑھنے کی جگہ، جانماز
لحاظ رکھتے ہیں	:	خیال رکھتے ہیں
باوُضو ہوکر	:	وُضو کرکے

مشق

(الف) جواب دو:

۱۔ نماز کی شرطیں ترتیب کے ساتھ بتاؤ

۲۔ پورا بدن پاک کرنا ہو تو کیا کرتے ہیں؟

۳- پیشاب، پاخانہ یا نالی کی گندگی لگ جائے تو کیا کرنا چاہیے؟
۴- اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہمیں کیسے جانا چاہیے؟
۵- اگر کسی کے پاس لباس نہ ہو تو نماز پڑھنے کے لیے بدن کے کم سے کم کتنے حصے کو ڈھانکنا چاہیے؟
۶- نماز میں عورتوں کے لیے کتنا بدن ڈھانکنا ضروری ہے؟
۷- نماز کی نیت سے کیا مراد ہے؟

(ب) نیچے لکھی باتوں کو غور سے پڑھو پھر صحیح بات پر (✓) اور غلط بات پر (×) کا نشان لگاؤ:

۱- نماز ادا کرنے سے پہلے دس شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ ( )
۲- وضو نہ ہو تو نماز ہو جائے گی۔ ( )
۳- ہم صاف ستھرے اور باوضو ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے جاتے ہیں۔ ( )
۴- گندگی اور ناپاکی سے ہمیں نفرت ہے۔ ( )
۵- اگر ناپاکی زیادہ لگی ہو اور دھونے کا موقع نہ ہو تو اسی کپڑے میں نماز پڑھ لینی چاہیے۔ ( )
۶- ہم قبلے کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔ ( )
۷- کوئی نماز وقت شروع ہونے سے پہلے یا وقت ختم ہونے کے بعد ادا نہیں ہوا کرتی۔ ( )

(ج) خالی جگہیں بھرو:

۱- نمازوں کا وقت .... نے مقرر کر دیا ہے۔
۲- .... کپڑوں میں ہم کبھی اللہ کے سامنے نہیں جاتے۔
۳- اگر بدن کے کسی حصے پر ناپاکی ہو تو .... ہیں۔
۴- ہم نماز ہمیشہ .... رخ کر کے پڑھتے ہیں۔
۵- نماز شروع کرنے سے پہلے .... میں بھی سوچ لیتے ہیں۔



اپنے استاد سے دریافت کرو کہ سفر کی حالت میں قبلے کا رخ کس کس طریقے سے معلوم کیا جاسکتا ہے؟

١١

نماز کے ارکان

نماز کے اندر سات باتیں ایسی ہیں کہ اُن میں سے اگر ایک بھی چھوٹ جائے تو نماز ادا ہی نہیں ہوتی۔ اُن ساتوں کی حیثیت وہی ہے جو ایک عمارت میں ستونوں یا کھمبوں کی ہوتی ہے۔ اسی لیے انھیں نماز کے ارکان (کھمبے) کہتے ہیں، وہ سات ارکان یہ ہیں:

١- تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر کہنا)

٢- قیام (کھڑا ہونا)

٣- قرأت (کچھ قرآن مجید پڑھنا)

٤- رکوع (جھکنا)

٥- سجود (سجدہ کرنا)

٦- قعدہ اخیرہ (نماز کے آخر میں بیٹھنا)

٧- جان بوُجھ کر نماز ختم کرنا (سلام پھیرنا)

(١) نماز پڑھنا ہم جانتے ہیں۔ نیت کر کے اَللّٰہُ اَکبَرُ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ اب نماز شروع ہوگئی۔ اب نہ ہم باتیں کرسکتے ہیں نہ چل پھر سکتے ہیں اور نہ ادھر ادھر دیکھ سکتے ہیں۔ اَللّٰہُ اَکبَرُ کہتے ہوئے نماز شروع کرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوگی۔

(٢) اب نیت باندھنے کے بعد سیدھے کھڑے رہتے ہیں۔ کم سے کم اتنی دیر کھڑے رہنا ضروری

ہے جتنی دیر میں قرآن مجید سے ایک بڑی یا تین چھوٹی آیتیں پڑھی جاسکیں۔ کھڑے کھڑے ہم قرآن مجید سے اتنی قرأت ضرور کرتے ہیں۔

(۳) اس کے بعد رکوع میں جاتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ سب باتیں بہت ضروری ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی چھوٹ گئی تو نماز نہ ہوگی۔

(۴) پھر رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد سجدے میں جاتے ہیں۔

(۵) آخر میں تھوڑی دیر بیٹھ کر التحیات، دُرود اور کوئی مسنون دعا پڑھتے ہیں۔

(۶) یہ سجدہ کرنا اور آخر میں بیٹھنا بھی بہت ضروری ہے اگر ان میں سے کوئی رہ گیا تو نماز نہ ہوگی۔ سب سے آخر میں سلام پھیرتے ہیں۔ سلام پھیرنا اس بات کا اعلان ہوتا ہے کہ ہم نے جان بوجھ کر نماز ختم کردی اور اب ہم نماز سے باہر ہیں۔

(۷) یہ جان بوجھ کر نماز ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ ورنہ نماز نہ ہوگی۔

اس طرح نماز کے ٹھیک ٹھیک ادا ہونے کے لیے کُل چودہ ۱۴ باتیں ضروری ہیں۔ سات، نماز شروع کرنے سے پہلے۔ یہ نماز کی شرطیں کہلاتی ہیں اور سات، نماز کے اندر۔ یہ نماز کے ارکان کہلاتے ہیں۔ ان چودہ ۱۴ باتوں میں سے اگر ایک بھی چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوگی۔ اس لیے ہم ان باتوں کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ اور کیوں نہ رکھیں؟ ان کی طرف سے بے پروائی کرکے آخر ہم اپنی نماز کیوں بگاڑ لیں۔



(الف) جواب دو:

۱- نماز کے ارکان کتنے ہیں؟

۲- تکبیر تحریمہ کیا ہے؟

۳- سلام پھیرنا کس بات کا اعلان ہوتا ہے؟

۴- ہر رکعت میں کتنی قرأت ضروری ہے؟

۵- التحیات اور درود کب پڑھتے ہیں؟

(ب) نیچے نماز کی شرطیں اور اس کے ارکان ایک ساتھ بے ترتیب لکھ دیے گئے ہیں۔ انھیں غور سے پڑھو پھر ترتیب کے ساتھ نماز کی شرطیں اور نماز کے ارکان الگ الگ صاف صاف لکھو:

اللہ اکبر کہنا

کپڑوں کا پاک ہونا

وقت کے اندر پڑھنا

رکوع کرنا

کھڑا ہونا

بدن کا پاک ہونا (اس میں وضو بھی شامل ہے)

نماز کے آخر میں بیٹھنا

نماز پڑھنے کی جگہ کا پاک ہونا

جان بوجھ کر نماز ختم کرنا

نماز کی نیت کرنا

سجدہ کرنا

قبلے کی طرف رخ کرنا

ستر ڈھانپنا

کچھ قرآن مجید پڑھنا

(ج) خالی جگہیں بھرو:

۱۔ اس طرح نماز کے ٹھیک ٹھیک ادا ہونے کے لیے .... باتیں ضروری ہیں۔

۲۔ سات نماز شروع کرنے سے پہلے۔ یہ نماز کی .... کہلاتی ہیں۔

۳۔ اور .... نماز کے اندر۔ یہ نماز کے ارکان کہلاتے ہیں۔

۴۔ ان .... باتوں میں سے اگر ایک بھی چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوگی۔

(د) کر کے بتاؤ:

وُضو، قیام، قعدہ، تکبیر تحریمہ، رکوع، سجدہ، سلام پھیرنا

۱۲

نماز میں ہم کیا پڑھتے ہیں

نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے، اس کا بہت سا حصہ تو میں کب کا یاد کر چکا، لیکن یہ سب عربی میں ہے۔ اس لیے ٹھیک سے سمجھ نہیں پاتا تھا کہ ان کا مطلب کیا ہوتا ہے اور نماز میں اپنے اللہ سے کہتا کیا ہوں۔ اِس لیے دھیرے دھیرے میں نے ان کا مطلب یاد کرنا شروع کیا۔ اب اذان سے لے کر سلام پھیرنے تک جو کچھ پڑھتا ہوں اس کا مطلب یاد ہوگیا ہے۔ آپ بھی سنیں:

اذان:

اَللّٰهُ اَكْبَر ۝ (چار بار)	اللہ سب سے بڑا ہے۔
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ	میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے
اِلَّا اللّٰهُ ۝ (دو بار)	سوا کوئی معبود نہیں۔
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً	میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت
رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۝ (دو بار)	محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ ۝ (دو بار)	آ ؤ نماز کے لیے۔
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ۝ (دو بار)	آ ؤ بھلائی کے لیے۔
اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ (دو بار)	اللہ سب سے بڑا ہے۔
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ (ایک بار)	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ثنا:	سُبحٰنکَ اللّٰھُمَّ و بَحمْدِکَ وَتبارَکَ اسمُکَ وَتَعالیٰ جَدُّکَ وَلآ اِلٰـہَ غَیرُکَ ہ	پاک ہے تو اے میرے اللہ! اور تعریف ہے تیرے لیے۔ برکت والا ہے تیرا نام، سب سے اونچی ہے تیری شان، اور کوئی معبود نہیں تیرے سوا۔
تعوّذ:	اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ ط	اللہ کی پناہ مانگتا ہوں میں شیطان مردود سے
تسمیہ:	بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ	شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔
رکوع کی تسبیح:	سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیمِ	پاک ہے میرا رب، جو سب سے بڑا ہے۔
تسمیع:	سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ	اللہ نے اس کی بات سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔
تحمید:	رَبَّنَا لَکَ الحَمْد	اے ہمارے رب تیرے ہی لیے تعریف ہے۔
سجدہ کی تسبیح:	سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلٰی	پاک ہے میرا رب جو سب سے برتر ہے۔
تشہد:	اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ	ہماری سلامیاں، ہماری نمازیں اور ساری پاکیزہ باتیں اللہ کے لیے ہیں۔
	اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔	سلام آپؐ پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔
	اَلسَّلَامُ عَلَینَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِینَ۔	سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔
	اَشھَدُ اَن لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ	میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
	وَاَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُہٗ وَ رَسُولُہٗ۔	اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

درود شریف: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ

اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ اور آپؐ کی آل اولاد پر جس طرح تو نے رحمت بھیجی حضرت ابراہیمؑ

وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اور ان کی آل اولاد پر، بے شک تو بڑا بزرگ اور بڑی تعریف والا ہے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اے اللہ برکت دے حضرت محمدؐ کو اور آپؐ کی آل اولاد کو جس طرح تو نے برکت دی حضرت ابراہیمؑ کو اور ان کی آل اولاد کو۔ بے شک تو بڑا بزرگ اور بڑی تعریف والا ہے۔

درود شریف کے بعد کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْراً وَّ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْٓ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۵

اے اللہ میں نے اپنے آپ پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے۔ اور تو ہی گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ پس اپنی جانب سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما، بے شک تو معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

سلام: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ

سلامتی ہو تم پر اور اللہ کی رحمت

تکبیر یا اقامت کے وہ دونوں بول:

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ (دو بار) نماز کھڑی ہوگئی۔

اور فجر کی اذان کے وہ دونوں بول جو حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد کہے جاتے ہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (دو بار) نماز نیند سے بہتر ہے۔

اس کے علاوہ جو دُعائیں اور سورتیں رہ گئی ہیں، اللہ نے چاہا تو ان کا مطلب بھی جلد ہی یاد کرلوں گا۔ پھر تو نماز میں جو کچھ پڑھوں گا وہ سب سمجھ میں آتا جائے گا۔



(الف) خالی جگہوں کو بھرو:

۱- اذان کے آغاز میں اللہ اکبر .... بار پڑھتے ہیں۔

۲- اللہ اکبر کے معنی ہیں ....۔

۳- اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنی ہیں ....۔

۴- اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے معنی ہیں ....۔

۵- حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کے معنی ہیں ....۔

۶- حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے معنی ہیں ....۔

(ب) مناسب جوڑے لگاؤ:

۱- اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

۲- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۳- سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ

۴- سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ

۵- رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ

۶- سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

۱- اے ہمارے رب تیرے لیے ہی تعریف ہے۔

۲- اللہ نے اس کی بات سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

۳- شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔

۴- پاک ہے میرا رب جو سب سے بڑا ہے۔

۵- اللہ کی پناہ مانگتا ہوں میں شیطان مردود سے۔

۶- پاک ہے میرا رب جو سب سے برتر ہے۔



(ج) ثنا اور اس کا ترجمہ سناؤ۔

(د) تشہد اور اس کا ترجمہ سناؤ۔

(ھ) درود شریف اور اس کا ترجمہ سناؤ۔

۱۳

ہماری عیدیں

ہماری زندگی میں یوں تو خوشی کے بہت سے موقعے آتے رہتے ہیں۔ کبھی شادی بیاہ، کبھی دعوت مُدارات، کبھی اپنے ہی گھر گھرانے میں، کبھی محلّہ پڑوس یا ملنے جلنے والوں کے یہاں۔ ان موقعوں پر بہت سے لوگ مل بیٹھتے ہیں۔ سب صاف ستھرے اچھے اچھے کپڑے پہن کر آتے ہیں۔ ساتھ کھاتے پیتے اور مل جل کر خوشی مناتے ہیں۔ لیکن خوشی کے ان موقعوں پر بس گنتی ہی کے کچھ لوگ اکٹھا ہوتے ہیں۔ کچھ رشتے ناتے کے، کچھ ملنے جلنے والے اور دو چار دوسرے۔ باقی لوگوں کو ان سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے سال میں خوشی کے دو موقعے ایسے بھی رکھے ہیں، جن میں بہت زیادہ چہل پہل ہوتی ہے اور تمام مسلمان مل جل کر خوشی مناتے ہیں، چاہے وہ ہندستان میں رہتے ہوں یا پاکستان میں یا دنیا کے کسی اور ملک یا اس کے کسی گوشے میں بستے ہوں۔ خوشی کے یہ دو موقعے ہماری دو عیدیں ہیں۔

۱- عیدُ الفطر

۲- عیدُ الاضحیٰ

عیدُ الفِطر

یہ ہم مسلمانوں کا بہت ہی مشہور تیوہار ہے۔ یہ رمضان کے روزے پورے ہونے پر منایا جاتا

ہے۔ ہر گھر میں اس کی تیاریاں بہت پہلے سے ہونے لگتی ہیں۔ ہماری امی ہمارے لیے نئے کپڑے سلواتی ہیں۔ نئے جوتے اور نئی ٹوپیاں منگواتی ہیں۔ آپا جان ہمارے لیے رومال تیار کرتی ہیں۔ گوٹا کناری ٹانکتی ہیں۔ اگر کسی وجہ سے نئے کپڑے نہ بن سکے تو پرانے کپڑوں ہی کو سلیقے سے دھلواتی ہیں۔ ان کی مرمت کرتی ہیں۔ سارے گھر کی خوب صفائی ہوتی ہے۔ عید کے دن اچھی اچھی اور میٹھی چیزیں پکانے کے لیے سامان منگایا جاتا ہے۔ غرض عید کے لیے طرح طرح کی تیاریاں ہوتی ہیں۔ عید کے دن جوں جوں قریب آتے ہیں، ہماری خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔ ایک ایک دن گن گن کر کاٹتے ہیں۔ آخری روزے کو عید کا چاند بڑے غور سے دیکھتے ہیں۔ چاند کی صورت دیکھتے ہی ہم پھولے نہیں سماتے۔ سب کو سلام کرتے ہیں۔ ہنس ہنس کر مبارک باد دیتے ہیں۔ مارے خوشی کے رات میں دیر تک نیند نہیں آتی۔ اپنا ایک ایک سامان الٹ پلٹ کر دیکھتے ہیں۔ کسی چیز کی کمی ہو تو اسے پوری کرتے ہیں۔ غرض خوب چہل پہل رہتی ہے۔

عید کے دن صبح سویرے ہی اٹھ بیٹھتے ہیں۔ فجر کی نماز کے بعد غسل کرتے ہیں۔ نئے کپڑے پہنتے ہیں۔ خوشبو لگاتے ہیں۔ ابّو، امی، آپا، بھائی سب سے عیدی وصول کرتے ہیں۔ ابو میاں حساب کر کے گھر کے ایک ایک فرد کی طرف سے صدقۂ فطر نکالتے ہیں۔ کبھی غلے کی شکل میں کبھی روپے پیسے کی شکل میں۔ عید کے دن سے ایک روز قبل ہی یہ صدقہ محلّہ پڑوس کے غریبوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ عید کے دن کوئی بھوکا نہ رہنے پائے اور عید کی خوشی میں امیر غریب سب برابر کے شریک ہو جائیں۔

صبح سویرے ہی سے امی اور آپا وغیرہ کھانا پکانے پر جُٹ جاتی ہیں۔ مزے مزے کی چیزیں تیار کرتی ہیں، سویّاں، شیر خرما، دہی بڑے وغیرہ۔ پھر سب لوگ مزے سے کھاتے ہیں۔ محلے پڑوس میں تحفہ دیتے ہیں۔ کھا پی کر خوش خوش عید گاہ کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ ہم سب چھوٹے بڑے ساتھ جاتے ہیں۔ راستے میں آہستہ آہستہ یہ تکبیر پڑھتے جاتے ہیں: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

ہم لوگ عید کی نماز ہمیشہ عید گاہ میں ادا کرتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں عید گاہ نمازیوں سے بھر جاتی ہے۔ وہاں ہر شخص خوش و خرم اور اچھے سے اچھے لباس میں ہوتا ہے۔ جدھر نظر ڈالو بڑا بھلا لگتا

ہے۔ جب سب لوگ اکٹھا ہوجاتے ہیں تو کھڑے ہوکر صفیں سیدھی کرتے ہیں اور امام صاحب کے پیچھے جماعت سے دوگانہ ادا کرتے ہیں۔عید کی نماز دوسری نمازوں سے کئی باتوں میں مختلف ہوتی ہے۔ اس نماز کے لیے نہ تو اذان کہی جاتی ہے اور نہ اقامت (تکبیر)۔ پہلی رکعت میں ثنا کے بعد تین مرتبہ اور دوسری رکعت میں رکوع میں جانے سے پہلے تین مرتبہ کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اَکْبَرُ زیادہ کہتے ہیں۔ نماز ختم کرنے کے بعد امام صاحب منبر پر چلے جاتے ہیں اور خطبہ پڑھتے ہیں، تمام مقتدی خاموشی سے سنتے ہیں۔ ہمیں یاد ہے کہ دونوں عیدوں میں نماز کے بعد خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ خطبے کے بعد آپس میں عید ملتے ہیں اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں۔ عید گاہ کے قریب ہی عید کا مِیلا لگتا ہے۔ طرح طرح کے کھلونے اور مٹھائیاں بِکتی ہیں۔ کھیل تماشے ہوتے ہیں۔ عیدی کے پیسوں سے ہم لوگ کھلونے اور مٹھائیاں خریدتے ہیں۔ آخر میں دوسرے راستے سے خوش خوش گھر لوٹتے ہیں۔

۲- عیدُ الاَضحیٰ

عید الفطر تو شوال کی پہلی تاریخ کو منائی جاتی ہے اور عیدُ الاَضحیٰ اس کے دو ماہ نو۹ دن بعد دسویں ذی الحجہ کو۔ یہ ہمارا دوسرا بڑا تیوہار ہے۔ عید الاضحیٰ کو عید قرباں اور بقرعید بھی کہتے ہیں۔ عید الفطر تو اس خوشی میں منائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے جو روزے رکھنے کو کہے تھے، وہ اچھی طرح سے پورے ہوگئے۔

عید الاضحیٰ اُس واقعے کی یاد میں منائی جاتی ہے، جو حضرت ابراہیمؑ کو پیش آیا تھا۔ آپؑ نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کررہا ہوں۔ جب اللہ کے حکم سے آپؑ بیٹے کو قربان کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے روک دیا اور بیٹے کی جگہ مینڈھا قربان کرنے کو کہا۔ سارے مسلمان اس واقعے کی یاد میں قربانی کرکے گویا اس طرح اپنے اس ارادے کو دہراتے ہیں کہ ضرورت پڑی تو ہم بھی اللہ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کردیں گے، چاہے وہ اپنی یا اپنی اولاد کی جان ہی کیوں نہ ہو۔

عید الاضحیٰ میں بھی وہی چہل پہل اور تیاریاں ہوتی ہیں، جو عید الفطر میں ہوتی ہیں۔ بلکہ اس

کی چہل پہل تو نویں ذی الحجہ کی نماز فجر ہی سے شروع ہوجاتی ہے۔ اسی وقت سے ہر فرض نماز کے بعد تمام نمازی بلند آواز سے ایک ساتھ تکبیر تشریق اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ کہتے ہیں اور یہ سلسلہ تیرہویں ذی الحجہ کی عصر تک چلتا رہتا ہے۔ قربانی بھی ذی الحجہ کی ۱۰، ۱۱، اور ۱۲ تینوں تاریخوں میں ہوتی ہے۔ دسویں کی صبح کو صاف ستھرے اچھے کپڑے پہن کر بغیر کھائے پیے سب لوگ عید گاہ جاتے ہیں۔ عید الفطر ہی کی طرح نماز دوگانہ ادا کرتے ہیں۔ البتہ راستے میں تکبیر آہستہ کی بجائے بلند آواز سے کہتے ہیں۔ عیدگاہ سے واپسی کے بعد قربانی ہوتی ہے۔

قربانی بھیڑ بکری کی بھی ہوسکتی ہے اور دنبے، مینڈھے کی بھی، گائے بیل کی بھی ہوسکتی ہے اور بھینس، اُونٹ کی بھی۔ البتہ چوں کہ بعض وجوہ سے "سرکار" نے گائے بیل وغیرہ کے ذبیحے پر اب پابندی لگادی ہے اس لیے آج کل ان کی قربانی نہیں کی جاتی۔ بھیڑ بکری وغیرہ چھوٹے جانوروں میں ایک ہی حصہ ہوتا ہے۔ جب کہ بڑے جانوروں میں سات حصّے ہوتے ہیں۔ قربانی کا جانور خوب دیکھ بھال کر عمر کا پورا اور اچھا خریدا جاتا ہے۔

ذبح کرنے کے بعد کھال کو بیچ کر اس کی رقم خیرات کردیتے ہیں۔ گوشت کے تین حصے کیے جاتے ہیں۔ ایک حصہ غریبوں میں بانٹ دیا جاتا ہے، ایک حصہ رشتے داروں اور دوستوں کو تحفے میں بھیج دیا جاتا ہے۔ باقی گوشت گھر کے لیے رکھ لیتے ہیں۔ ضرورت ہو تو ان حصوں میں کمی بیشی بھی کردی جاتی ہے۔ بقرعید ہی کے موقعے پر مکّہ میں حج بھی ہوتا ہے۔

یہ ہیں ہمارے دو بڑے تیوہار۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی چہل پہل برقرار رکھے۔



مُدارات	:	آؤ، بھگت
گوٹا کناری ٹانکنا	:	سونے، چاندی اور ریشم کے تاروں سے بنی ہوئی پتلی پٹی لگانا



(الف) مختصر جواب دو:

۱- وہ تیوہار کون سے ہیں جو دنیا بھر میں سارے مسلمان مناتے ہیں؟

۲- صدقۂ فطر کیوں نکالا جاتا ہے؟

۳- عید الاضحیٰ کس واقعے کی یاد میں منائی جاتی ہے؟

۴- قربانی کر کے ہم کس ارادے کو دہراتے ہیں؟

۵- عید کی نماز کن باتوں میں دوسری نمازوں سے مختلف ہوتی ہے؟

۶- کن تاریخوں میں قربانی ہوتی ہے؟

۷- قربانی کا گوشت کس طرح تقسیم کیا جاتا ہے؟

(ب) مناسب جوڑے لگاؤ:

۱- عید الفطر	ایک حصہ
۲- عید الاضحیٰ	سات حصے
۳- حضرت ابراہیمؑ	یکم شوال
۴- بھیڑ، بکری	دسویں ذی الحجہ
۵- بڑے جانور	حضرت اسماعیل

(ج) زبانی بتاؤ:

۱- اپنی عید کی تیاریوں کا حال سناؤ۔

۲- تم کو کتنی عیدی ملی اور تم نے اُسے کس طرح خرچ کیا؟



۱- عید کی نماز پڑھ کر دکھاؤ۔

۲- تکبیر زبانی یاد کرو۔

۱۴

ادب اور سلیقے کی باتیں

دن رات میں ہم نہ جانے کہاں کہاں جاتے ہیں اور کیا کیا کام کرتے ہیں۔ کبھی ہم مسجد جاتے ہیں، کبھی مدرسے، کبھی جلسوں میں جاتے ہیں، کبھی کھیل کے میدان میں، کسی کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں، کسی کے ساتھ پڑھتے لکھتے ہیں اور کسی کے ساتھ ہم اٹھتے بیٹھتے اور کھیلتے کودتے ہیں۔ ہمیں ان تمام جگہوں اور کاموں میں دوسروں سے واسطہ پڑتا ہے۔ ہر جگہ کے کچھ آداب اور طور طریقے ہیں۔ ان کا خیال رکھنے سے سب کو سُکھ ملتا ہے اور ان کے خلاف کام کرنے سے دکھ۔ سلیقہ مند بچے ان باتوں کا پورا خیال رکھتے ہیں۔ اس لیے سب ان کو پسند کرتے ہیں۔ پھوہڑ بچے ان کا خیال نہیں رکھتے۔ اس لیے سب ان سے نفرت کرتے ہیں۔

مسجد کے آداب

مسجد اللہ کا دربار ہے۔ ہم وہاں کے آداب کا بہت زیادہ خیال رکھتے ہیں۔

۱۔ مسجد میں دائیں پاؤں سے داخل ہوتے ہیں اور داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھتے ہیں اللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔

۲۔ مسجد سے بائیں پاؤں سے نکلتے ہیں اور نکلتے وقت یہ دعا پڑھتے ہیں: اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ۔

۳۔ مسجد میں شور وغل، ہنسی مذاق یا دنیا کی باتیں نہیں کرتے۔

۴- وضو کر کے سنّتیں پڑھتے ہیں یا ایک طرف ادب کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں۔

۵- مسجد کو صاف ستھرا رکھتے ہیں۔ وہاں کوڑا کرکٹ ، گندگی یا غلاظت نہیں ہونے دیتے۔

۶- مل جائے تو خوش بوٗ لگا کر جاتے ہیں۔ بدبودار چیزیں جیسے لہسن اور پیاز وغیرہ کھا کر نہیں جاتے۔ اگر کھالیا ہو تو منہ اچھی طرح صاف کرلیا کرتے ہیں۔

درجے کے آداب

۱- درجے میں سلام کر کے جاتے ہیں اور چھٹی ہونے پر سلام کر کے ہی وہاں سے نکلتے ہیں۔

۲- فرش پر بیٹھنا ہو تو جوتے ایک طرف قرینے سے اتارتے ہیں۔

۳- درجے میں نہایت خاموشی سے بیٹھتے ہیں اور استاد کی باتیں نہایت غور سے سنتے ہیں۔

۴- بولنے یا سوال کرنے میں اپنی باری کا لحاظ رکھتے ہیں۔ مسکراتے یا ہنستے ہوئے کوئی سوال نہیں کرتے۔

۵- پیشاب پاخانہ یا کسی اور کام کے لیے باہر جانا ہو تو استاد سے پوچھ کر جاتے ہیں۔ استاد نہ ہو تو مانیٹر سے پوچھ لیتے ہیں۔

۶- کسی دوسرے درجے میں کام ہو تو وہاں اجازت لے کر داخل ہوتے ہیں۔

۷- درجے کو صاف ستھرا اور سامان بھی جھاڑ پونچھ کر قرینے سے رکھتے ہیں۔

کھانے پینے کے آداب

۱- کھانے پر بیٹھنے سے پہلے ہاتھ منہ اچھی طرح دھولیتے ہیں۔

۲- بسم اللہ پڑھ کر ایک طرف سے کھانا شروع کرتے ہیں۔

۳- ایک ہی برتن میں ایک ہی ساتھ ایک سے زیادہ آدمی کھارہے ہوں تو اپنے اپنے سامنے سے کھاتے ہیں۔ نہ اِدھر اُدھر ہاتھ بڑھاتے ہیں اور نہ اچھا اچھا چن کر کھاتے ہیں۔

۴- نوالے چھوٹے اٹھاتے ہیں۔ خوب چبا چبا کر نگلتے ہیں۔ کھانا گرنے سے بچاتے ہیں۔ کھانے میں منہ سے چپ چپ کی آواز نہیں نکالتے۔ بہت گرم کھانا نہیں کھاتے اور گرم

کھانے کو پھونک مار کر ٹھنڈا نہیں کرتے۔

۵- کسی کھانے کو بُرا نہیں کہتے۔ منہ بنا کر نہیں کھاتے۔ جو مل جائے ہنسی خوشی کھا لیتے ہیں۔ اگر کوئی چیز پسند نہ ہو تو نہیں کھاتے۔ لیکن اُس میں عیب نہیں نکالتے۔

٦- کھڑے کھڑے، لیٹ کر یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر نہیں کھاتے۔

۷- پانی کا برتن ایک ہاتھ سے پکڑتے ہیں، دوسرے سے ٹیک لگا کر تھوڑا تھوڑا تین سانس میں پیتے ہیں۔ ہر بار برتن سے منہ ہٹا کر سانس لیتے ہیں اور پانی پی کر الحمدللہ کہتے ہیں۔

۸- کھا پی کر ہاتھ منہ خوب صاف کرتے ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے یہ دُعا پڑھتے ہیں:

الحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

ساری حمد و ستایش اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

بات چیت کے آداب

١- بولنے میں نہ آواز بہت اونچی رکھتے ہیں نہ پست۔ بس اتنی کہ آسانی سے سن لی جائے۔

٢- کسی کی بات نہیں کاٹتے، دو آدمی باتیں کر رہے ہوں تو بیچ میں نہیں بول پڑتے۔ اپنی باری کا انتظار کرتے ہیں۔

٣- کوئی بات کر رہا ہو تو بہت غور سے سنتے ہیں۔ بے پروائی نہیں برتتے۔

۴- بے ضرورت بہت زیادہ یا تیز تیز نہیں بولتے۔

۵- سب سے نہایت تمیز سے بات چیت کرتے ہیں۔ بڑوں سے خاص طور پر ''آپ'' اور ''جی'' کہہ کر بات کرتے ہیں۔

٦- بڑوں کے سوال کا نہایت ادب سے جواب دیتے ہیں۔ مسکراتے کھجلاتے یا ناک میں انگلی ڈالتے ہوئے جواب نہیں دیتے۔

۷- دو آدمیوں کی نجی بات چیت نہ تو کان لگا کر سنتے ہیں اور نہ ان کے پاس جا کر کھڑے ہوتے ہیں۔

مجلس یا اجتماع کے آداب

۱- مجلس میں جہاں جگہ مل جائے بیٹھ جاتے ہیں۔ صفیں چیر کر آگے نہیں جاتے۔

۲- لہسن یا پیاز کھا کر یا کوئی بدبودار چیز لے کر نہیں جاتے۔ کپڑے صاف ستھرے پہنتے ہیں اور مل گئی تو خوشبو بھی لگا لیتے ہیں۔

۳- ادب کے ساتھ خاموشی سے بیٹھ جاتے ہیں، شور وغل یا آپس میں بات چیت نہیں کرتے۔

۴- مجلس میں جو کچھ ہوتا ہے، اسے غور سے دیکھتے اور سنتے ہیں۔

۵- کانا پھوسی نہیں کرتے اور نہ کسی پر پھبتی یا آوازے کستے ہیں۔

۶- آنے جانے کا راستا چھوڑ کر بیٹھتے ہیں۔ لوگ حلقہ بنا کر بیٹھے ہوں تو بیچ میں نہیں گھستے۔

۷- کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ نہیں بیٹھتے، نہ اپنے آپ کسی اعلیٰ جگہ پر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۸- اِدھر اُدھر نہ تو کھڑے رہتے ہیں، نہ چلتے پھرتے ہیں اور نہ سر اٹھا اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ بلکہ کسی جگہ سکون سے بیٹھ جاتے ہیں۔

ادب اور سلیقے کی ان تمام باتوں کا خیال رکھنے سے سب کو آرام ملتا ہے اور ہم سب اچھی نظروں سے دیکھے جاتے ہیں۔ اسی لیے اسلام نے ادب اور سلیقے کی باتوں کی بڑی تاکید کی ہے۔

معانی و اشارات

ادب	:	جمع آداب، طور طریقے
پھبتی کسنا	:	مذاق اڑانا
آوازے کسنا	:	کسی کو نامناسب الفاظ سے پکارنا
نجی	:	ذاتی
ردّی	:	خراب
پست	:	نیچی



(الف) مختصر جواب دو:

۱- کسی ضرورت یا کام سے درجے سے باہر جانا ہو تو کس سے پوچھ کر جاتے ہو؟

۲- درجے کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے کیا کیا کرتے ہو؟

۳- پانی پینے کے کیا آداب ہیں؟

۴- بڑوں سے کس طرح بات کرنی چاہیے؟

۵- تم جب کسی مجلس میں جاتے ہو تو کس طرح بیٹھتے ہو؟

۶- وہ کون سے کام ہیں، جنھیں کھانا کھاتے وقت نہیں کرنا چاہیے؟

(ب) نیچے کچھ ادب کی اور کچھ بے ادبی کی باتیں ہیں، ان میں کچھ سلیقہ مند بچوں کی پہچان ہیں اور کچھ پھوہڑ بچوں کی، ان باتوں کو غور سے پڑھو اور سامنے بنے ہوئے خانوں میں سلیقہ مند اور پھوہڑ لکھو:

۱- مسجد میں شور وغل، ہنسی مذاق یا دنیا کی باتیں نہیں کرتے	
۲- فرش پر بیٹھنا ہو تو جوتے ایک طرف قرینے سے اتارتے ہیں	
۳- بولنے یا سوال کرنے میں اپنی باری کا لحاظ نہیں رکھتے ہیں	
۴- بسم اللہ پڑھ کر ایک طرف سے کھانا شروع کرتے ہیں	
۵- دو آدمی باتیں کر رہے ہوں تو بیچ میں بول نہیں پڑتے	
۶- مجلس میں جہاں جگہ مل جائے وہاں بیٹھتے نہیں بلکہ صفیں چیر کر آگے جاتے ہیں	

(ج) ذیل میں مختلف موقعوں کے آداب لکھے ہوئے ہیں، ان کو پڑھ کر مناسب جوڑے بناؤ:

الف	ب
۱- مسجد کے آداب	مسکراتے، کھجلاتے یا ناک میں انگلی ڈالتے ہوئے جواب نہیں دیتے۔
۲- کھانے کے آداب	آنے جانے کا راستا چھوڑ کر بیٹھتے ہیں۔

۳- بات چیت کے آداب منہ سے چپ چپ کی آواز نہیں نکالتے۔

۴- مجلس کے آداب موقع ہوتا ہے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت سنت بھی پڑھ لیتے ہیں

(د) خانہ پُری کرو:

۱- ہر جگہ کے کچھ آداب ہیں، ان کا خیال رکھنے سے سب کو .... ملتا ہے۔

۲- مسجد میں دُعا پڑھتے ہوئے .... پاؤں سے داخل ہوتے ہیں۔

۳- مسجد میں بدبودار چیز .... وغیرہ کھا کر نہیں جاتے۔

۴- کسی دوسرے درجے میں کام ہو تو .... لے کر داخل ہوتے ہیں۔

۵- مجلس میں آپس میں .... نہیں کرتے۔

۶- کھانے پر بیٹھنے سے پہلے .... اچھی طرح دھو لیتے ہیں۔

کچھ اور کام

۱- اس سبق میں جو دعائیں سکھائی گئی ہیں، ان کو زبانی یاد کر لو اور اپنے استاد سے ان کے معنیٰ بھی معلوم کرو۔

۲- جو ادب سلیقے کی باتیں تم نے پڑھیں انھیں صاف اَور خوش خط لکھ کر اپنے پڑھنے اور سونے کے کمرے میں لگاؤ اور انھیں بار بار پڑھو اور ان پر عمل کرو۔

۱۵

دوسروں کا ہم پر حق

اللہ کا شکر ہے، اب میں دس سال کا ہوگیا۔ لیکن اتنا بڑا میں اپنے آپ نہیں ہوگیا۔ مجھے یہاں تک پہنچانے میں نہ جانے کس کس کا ہاتھ ہے۔ جب میں ان تمام بھلائیوں کو سوچتا ہوں، جو اس مدت میں دوسروں نے میرے ساتھ کی ہیں؛ تو ان سب کی قدر میرے دل میں بہت بڑھ جاتی ہے۔ ان کے لیے پیار اور محبت کا جذبہ ابھرتا ہے۔ دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔

کسی نے ہمیں پیدا کیا ہے، کسی نے سیدھی راہ دکھائی ہے، کسی نے محبت سے پالا پوسا ہے، کسی نے اپنی گاڑھی کمائی ہم پر خرچ کی ہے، کسی کے ساتھ ہم کھیلے کودے ہیں اور کسی نے جی بہلایا ہے۔ غرض بہتوں نے طرح طرح سے ہم پر احسان کیا ہے۔ ان سب کا ہم پر حق ہے۔ ہم ناشکرے نہیں ہیں کہ کسی کا احسان بھول جائیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا حق

سب سے زیادہ حق ہم پر اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اس نے ہم کو پیدا کیا ہے، ہمارا ناک نقشہ سنوارا ہے، ضرورت کا سارا سامان دیا ہے، انسان بنا کر مخلوق میں سب سے اونچا درجہ دیا ہے۔ زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ علم بخشا ہے، عقل دی ہے، مسلمان کے گھرانے میں پیدا کر کے سچے دین پر چلنے کی راہ ہم پر آسان کردی ہے۔ کہاں تک گنائیں۔ سر سے پیر تک ہم اس کے احسان تلے دبے ہیں۔ اللہ کا ہم پر حق یہ ہے کہ

۱۔ ہم تنہا اسی کو اپنا معبود، مالک، خالق، رازق اور حاکم مانیں، اس کے کسی کام یا کسی اختیار میں

اور اس کی کسی بات یا خوبی میں دوسروں کو اس کا ساجھی نہ ٹھہرائیں۔

۲- اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لیے دل لگا کر اس کی عبادت کریں۔ پابندی سے نماز پڑھیں۔ اسی کو اپنا معبود مانیں۔ اسی کے آگے سر جھکائیں۔ اس کے سوا کسی اور کو بندگی کے لائق نہ سمجھیں اور کسی کی عبادت نہ کریں۔

۳- سب سے زیادہ اس کو چاہیں۔ وہ سارے کام کریں جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔ ان کاموں سے بچیں جن سے وہ ناراض ہوتا ہے۔ بھول چوک ہوجائے تو اسی سے گڑگڑا کر معافی مانگیں اور ہمیشہ کے لیے توبہ کرلیں۔

۴- دوستی، دشمنی، سلوک اور احسان کسی کے ساتھ جو کچھ کریں، اللّٰہ کے واسطے کریں۔ کسی اور غرض سے نہ کریں۔

۲- پیارے نبیؐ کا حق

اللّٰہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ حق ہم پر پیارے نبیؐ کا ہے۔ اللّٰہ نے آپؐ پر قرآن اتارا۔ آپؐ نے اللّٰہ کی مرضی بتائی۔ اللّٰہ کے حکموں پر چل کر دکھایا۔ اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔ زندگی گزارنے کا سیدھا سچا راستا دکھایا۔ ہمارے بھلے کے لیے طرح طرح کے دکھ جھیلے۔ آپؐ کی وجہ سے ہمارے حال میں سدھار ہوا۔ آپؐ نے ادھر ادھر بھٹکتے پھرنے سے بچایا۔ دوسروں کو ستانے اور ظلم کرنے سے روکا۔ آپ نے دنیا میں امن و اطمینان سے رہنا سکھایا اور آخرت کے سخت عذاب سے بچنے کا طریقہ بھی بتایا۔ آپؐ ہی کی تعلیم نے ہمیں دین دنیا کی گم راہی سے بچالیا۔ آپؐ کا ہم جتنا بھی احسان مانیں کم ہے۔ پیارے نبیؐ کا ہم پر حق یہ ہے کہ ہم:

۱- دل سے آپؐ کی عزت کریں۔ آپؐ پر درود و سلام بھیجیں: **اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔**

۲- آپؐ کا کہا مانیں، آپؐ کی پیروی کریں اور آپؐ کا نمونہ ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔

۳- اپنے آپ سے اور اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ آپؐ کو چاہیں۔

۴- آپؐ کے صحابہؓ سے محبت کریں۔

۳- ماں باپ کا حق

اللہ اور رسول کے بعد ہم پر سب سے زیادہ حق ماں باپ کا ہے۔ انھوں نے ہم کو پیدا کیا۔ ہم مجبور اور بے بس تھے۔ ہماری امی نے محبت سے ہمیں پالا پوسا۔ ہماری خاطر رات کی نیند اور دن کا چین تج دیا، ہمیں کچھ نہیں آتا تھا۔ انھوں نے پیار سے ایک ایک بات سکھائی۔ مہینوں ہمیں لادے لادے پھریں، اپنا دودھ پلا کر بڑا کیا۔ ہماری معمولی سی بیماری میں بے چین ہو ہو گئیں۔ ان جیسا پیار تو ہم نے کہیں نہیں دیکھا۔

ابا میاں کا بھی ہم پر کم احسان نہیں ہے۔ ہمارے پالنے پوسنے میں وہ برابر کے شریک رہے۔ اپنی گاڑھی کمائی ہم پر خرچ کی۔ ہمیں اچھے سے اچھا کھلایا، اچھے سے اچھا پہنایا، ہمارے لیے میوے مٹھائی اور کھلونے لائے۔ ہماری بھلائی بہتری کی ہمیشہ تدبیریں کیں، ہمیں پیار اور محبت سے پڑھایا لکھایا اور ہمیشہ اس فکر میں رہے کہ ہم دین دنیا میں سربلند ہوں۔ یہ ہمارے ابا میاں ہی ہیں، جو ہمیں اپنے سے بھی بڑھ کر دیکھنا چاہتے ہیں۔ ماں باپ کا ہم پر حق یہ ہے کہ ہم:

۱- دل سے ان کی عزت کریں۔ ان سے محبت کریں۔ ان سے ادب کے ساتھ پیش آئیں۔ کبھی کوئی ایسی بات یا ایسا کام نہ کریں جس سے ان کو دکھ ہو۔

۲- ہنسی خوشی ان کا کہا مانیں۔ ہر طرح سے ان کی خدمت کریں۔

۳- ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی یہ دعا کرتے رہیں۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيْرًا ۝

۴- استاد کا حق

ہمارے استاد ہمارے روحانی باپ ہیں۔ ہم اَن پڑھ تھے، انھوں نے محنت سے ہمیں لکھنا پڑھنا سکھایا۔ اللہ اور رسولؐ کی باتیں بتائیں۔ ہماری بہتر تربیت کی۔ انھوں نے اتنی محنت نہ کی ہوتی تو ہم جاہل رہ جاتے۔ دین کی باتوں اور دنیا کے اچھے کاموں کی ہمیں خبر نہ ہوتی۔ ہم پر اپنے استادوں کا حق یہ ہے کہ ہم:

۱- دل سے ان کی عزت کریں۔ ادب سے ان کا نام لیں اور اُن سے محبت سے پیش آئیں۔

۲- ہنسی خوشی ان کا کہا مانیں۔ کوئی بھی کام ان کے سکھانے یا بتانے کے خلاف نہ کریں۔

۳- ہر طرح سے ان کی خدمت کریں۔

۵- بہن بھائیوں کا حق

بہن بھائیوں کا بھی ہم پر بہت حق ہے۔ ان کے ساتھ ہم ایک ہی گھر میں پلے بڑھے ہیں۔ پیار محبت کی باتیں کی ہیں۔ بڑے بھائی بہنوں نے ہمیں گود میں کھلایا ہے۔ کھانے پینے کی چیزوں میں ہمیں حصہ دیا ہے۔ کھیل کود میں شریک کیا ہے۔ مار پیٹ سے بچایا ہے۔ پیار محبت سے سمجھایا ہے۔ چھوٹے بھائی بہنوں کی پیاری پیاری صورتوں اور بھولی بھالی باتوں سے ہم نے اپنا جی بہلایا ہے۔ ان کی بچکانہ حرکتوں سے ہم نے لطف لیا ہے۔ ان سب کے لیے ہمارے دل میں بڑی جگہ ہے۔ بڑے بھائی کا درجہ تو باپ جیسا ہے اور بڑی بہن کا ماں جیسا۔ اس لیے ان دونوں کا تو ہم پر بڑی حد تک وہی حق ہے، جو ہمارے ماں باپ کا ہے۔ چھوٹے بھائی بہنوں کا ہم پر حق یہ ہے کہ ہم:

۱- ان سے پیار محبت سے پیش آئیں۔

۲- ان کی بھول چوک کو معاف کر دیا کریں۔ ان کی نادانی سے اگر نقصان ہو جائے تو بھی مارنے پیٹنے کی بجائے محبت سے انھیں سمجھا دیا کریں۔

۳- کھانے پینے کی چیزوں میں ان کو شریک کر لیا کریں۔

معانی و اشارات

مدت : وقت کی میعاد، وقت

قدر : عزت، احترام

تج دینا : چھوڑ دینا

نمونہ : نظیر۔ مثال

تدبیر : فکر، کوشش

گاڑھی کمائی: محنت سے حاصل کیا ہوا مال

لطف : مزہ

مشق

(الف) جواب دو:

۱- اللہ تعالیٰ کے ہم پر کیا کیا احسانات ہیں؟

۲- ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کس طرح ادا کرنا چاہیے؟

۳- ہم پر اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ پیارے نبیؐ کا حق کیوں ہے؟

۴- ماں باپ کے ہم پر کیا کیا حق ہیں؟

۵- استاد کا درجہ ہمارے باپ جیسا کیوں ہے؟

۶- تم چھوٹے بھائی بہنوں سے کس طرح پیش آتے ہو؟

(ب) ہم پر دوسروں کے کچھ حق ہیں، نیچے کے جملوں کو غور سے پڑھو اور ان کے سامنے بنے خانوں میں لکھو کہ یہ کن کا حق ہے:

۱- سب سے زیادہ اس کو چاہیں وہ سارے کام کریں جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔ (   )

۲- ہنسی خوشی ان کا کہا مانیں، ہر طرح سے ان کی خدمت کریں۔ (   )

۳- آپ کا کہا مانیں، آپ کی پیروی کریں، آپ ہی کا نمونہ ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔ (   )

۴- ہنسی خوشی ان کا کہا مانیں، کوئی کام ان کے سکھانے یا بتانے کے خلاف نہ کریں۔ (   )

۵- کھانے پینے، پہننے اوڑھنے اور کھیلنے کودنے کی چیزوں میں ان کو شریک کرلیا کریں۔ (   )

(ج) خالی جگہیں پُر کرو:

۱- اللہ نے ہم کو پیدا کیا ہے۔ ہمارا ناک نقشہ .... ہے۔

۲- انسان بنا کر .... میں سب سے اونچا درجہ دیا ہے۔

۳- زمین پر اپنا .... مقرر کیا ہے۔

۴- مسلمان کے گھر پیدا کرکے .... کی راہ ہم پر آسان کردی ہے۔

۵- .... کا ہم پر حق ہے کہ ماں باپ سے بھی زیادہ آپ کو چاہیں۔

۶- ہم مجبور اور بے بس تھے۔ محبت سے ہمیں ....۔

۷- ہمارے استاد ہمارے .... باپ ہیں۔

۸- بڑے بھائی کا درجہ تو باپ جیسا ہے اور بڑی بہن .... جیسا ہے۔

کچھ اور کام

ماں باپ کے سلسلے میں جو دعا اس سبق میں سکھائی گئی ہے، اسے زبانی یاد کرلو۔ اس کا ترجمہ یہ ہے: ”اے ہمارے رب ان دونوں پر رحم فرما، جس طرح انھوں نے ہمارے بچپن میں ہماری پرورش کی“ اپنے ماں باپ کے حق میں ہمیشہ یہ دعا کرتے رہو۔

١٦

ماں باپ

کس پیار سے سویرے ماں نے مجھے جگایا
جاگا تو منہ دھلاکر کچھ ناشتا کرایا
ضد کر کے جب میں روٹھا تو پیار سے منایا
سینے سے بھی لگایا اور گود میں بٹھایا

شوخی نہ اب کروں گا ضدی نہ اب بنوں گا
میں جان و دل سے خدمت ماں باپ کی کروں گا

وہ دن ہیں یاد مجھ کو بیمار جب میں ہوتا
آتا نہ چین دن کو راتوں کو بھی نہ سوتا
جب درد اور دکھ سے بے چین ہو کے روتا
ابّا کا سکھ گنواتا، امّاں کی نیند کھوتا

جو مجھ سے ہو سکے گا آرام ان کو دوں گا
میں جان و دل سے خدمت ماں باپ کی کروں گا

ان کا رہے ہمیشہ سر پر ہمارے سایا
کہتا ہوں عاجزی سے سن لے مرے خدایا

سب یاد ہے وہ مجھ کو جو کچھ کہ ان سے پایا
جو ہاتھ ان کے آیا میرے لیے لٹایا
میں بھی کما کے دولت ساری اُنھی کو دوں گا
میں جان و دل سے خدمت ماں باپ کی کروں گا

کن محنتوں سے ابّا گھر میں کماکے لائے
باہر گئے سویرے اور شام کو گھر آئے
ان کے سبب سے میں نے سُکھ سیکڑوں اٹھائے
رکھوں گا یاد ہر دم جو جو مزے اُڑائے
جو کچھ بنے گا مجھ سے وہ سب میں ان کو دوں گا
میں جان و دل سے خدمت ماں باپ کی کروں گا

(علی احمد)

۱۷

پیارے نبیؐ کیسے تھے؟

ساری دنیا کے سردار، ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سب سے اچھے تھے۔ آپؐ کی ساری باتیں اچھی تھیں۔ آپؐ کے سارے کام اچھے تھے۔ دین دنیا کی ساری بھلائیاں آپؐ کے اندر تھیں۔ ہم آپؐ کے گُن کہاں تک گائیں۔ آپؐ کی تعریف تو خود اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ کسی نے آپؐ کی پیاری بیوی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا: ''آپؐ کیسے تھے؟'' وہ بولیں:

''آپؐ قرآن کا سچا نمونہ تھے۔'' یعنی قرآن میں جتنی اچھائیاں بیان ہوئی ہیں وہ سب آپؐ میں موجود تھیں۔

پیارے نبیؐ بہت پاک صاف رہتے۔ گندگی سے آپؐ کو سخت نفرت تھی۔ آپؐ نے پاکیزگی کو آدھا ایمان بتایا ہے۔ صاف کپڑے پہنتے۔ روز مسواک کرتے۔ عطر اور سرمہ لگاتے۔ بالوں میں کنگھا کرتے۔

کھانا شوق سے کھاتے، کھانے کو بُرا نہ کہتے، سامنے سے کھانا شروع کرتے، اِدھر اُدھر ہاتھ نہ ڈالتے، بھوک سے زیادہ نہ کھاتے، کھاتے ہی سو نہ جاتے، بھرے پیٹ پر کچھ نہ کھاتے، ایسا کرنے سے منع فرماتے۔

اپنا کام آپؐ خود کر لیتے، دوسروں کا بھی کام کر دیتے، جانوروں کو چارہ پانی دیتے اور ان کا دودھ دوہتے۔

کپڑے دھولیتے، آٹا گوندھ دیتے۔ بازار سے سودا اٹھالے آتے۔ جوتے گانٹھ لیتے۔ مکان کی مرمت کرلیتے۔ کبھی بیکار نہ بیٹھتے، کام کاج میں لگے رہتے اور دوسروں سے کام لینا پسند نہ کرتے۔

آپؐ بہت ہی سادہ رہتے۔ سادے کپڑے پہنتے۔ معمولی بستر پر سوتے۔ مَردوں کو سونا اور ریشم پہننے سے منع کرتے اور گھروں کو بہت زیادہ سجانا ناپسند فرماتے۔

آپؐ اپنے بزرگوں کی بڑی عزت کرتے، ایک بار آپؐ کی دودھ اماں حضرت حلیمہ سعدیہؓ آئیں تو آپؐ نے ان کے بیٹھنے کے لیے اپنی چادر بچھادی اور ان کی بڑی خاطر کی۔ ایک بار آپؐ کے دودھ ابا آگئے۔ آپؐ نے ان کے لیے چادر کا ایک حصہ بچھا دیا۔ پھر دودھ اماں آگئیں تو آپؐ نے دوسرا حصہ بچھا دیا۔ آخر میں دودھ بھائی آگئے؛ تو آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور انھیں اپنے سامنے بٹھایا۔

بچوں سے آپؐ کو بے حد محبت تھی۔ بچے بھی آپؐ سے بہت محبت کرتے تھے، گلی کوچوں میں آپؐ کو دیکھ کر اچھلنے کودنے لگتے، آ آ کر آپؐ سے ملتے۔ آپؐ سب کو سلام کرتے، گود میں اٹھاتے، پیار کرتے اور دعائیں دیتے۔ آپؐ نے کبھی کسی بچے کو نہیں پیٹا۔ بچوں کو مارنے پیٹنے سے منع فرماتے تھے۔

ایسے پیارے نبیؐ کو کون اپنے ماں باپ سے بڑھ کر نہ سمجھے گا۔ ہم بھی آپؐ کو ساری دنیا سے زیادہ پیارا سمجھتے ہیں۔ آپؐ کی کوئی بات سنتے ہیں تو فوراً مان لیتے ہیں اور نام آتا ہے تو درود وسلام بھیجتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ



گن گانا	:	خوبیاں بیان کرنا
جوتے گانٹھنا	:	جوتوں کی مرمت کرنا، جوتوں کے پھٹے ہوئے حصوں کو سینا



(الف) جواب دو:

۱- ''حضرت محمدؐ کیسے تھے''؟ اس کے جواب میں آپؐ کی بیوی حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کیا کہا؟

۲- صاف ستھرا رہنے کے لیے آپؐ کیا کرتے تھے؟

۳- کھانے کے سلسلے میں آپؐ کا کیا طریقہ تھا؟

۴- آپؐ بزرگوں سے کیسے پیش آتے تھے؟

۵- اپنے کون سے کام پیارے نبیؐ خود کرتے تھے؟

۶- پیارے نبیؐ بچوں سے کیسا سلوک کرتے تھے؟

۷- تم اس دنیا میں کس کو سب سے پیارا سمجھتے ہو؟

(ب) خالی جگہیں پُر کرو:

۱- .... سے آپؐ کو سخت نفرت تھی۔

۲- .... کو آپؐ نے نصف ایمان بتایا ہے۔

۳- دوسروں سے .... لینا پسند نہ کرتے۔

۴- آپؐ بہت ہی .... رہتے تھے۔

۵- بچوں کو مارنے پیٹنے سے آپؐ .... کرتے تھے۔



پیارے نبیؐ کو کون سے کام ناپسند تھے؟ بتاؤ۔

پیارے نبیؐ کی پیاری باتیں

پیارے نبیؐ کی پیاری پیاری باتیں مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔ میں انھیں نہایت غور سے سنتا اور پڑھتا ہوں۔ انھیں یاد رکھنے اور ان پر چلنے کی پوری کوشش کرتا ہوں۔ کچھ باتیں آپ بھی سنیے:

۱- بچے جنت کے پھول ہیں۔

۲- جس گھر میں بچے نہیں برکت نہیں۔

۳- ہر مسلمان (مرد عورت) پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔

۴- گود سے گور (قبر) تک علم حاصل کرتے رہو۔

۵- جس سے علم سیکھو اس کی عزت کرو۔

۶- جاہل سے بڑھ کر کوئی محتاج نہیں اور علم سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔

۷- بڑوں کا ادب چھوٹوں سے پیار، جو ایسا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

۸- جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

۹- اللہ کی خوشی باپ کی خوشی میں ہے اور اللہ کی ناراضی باپ کی ناراضی میں ہے۔

۱۰- ماں باپ کو گالی دینا یا بُرا کہنا بہت بڑا گناہ ہے اور یہ بھی گالی دینا ہے کہ کوئی دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے یا بُرا کہے اور جواب میں وہ اس کے ماں باپ کو گالی دے یا بُرا کہے۔

۱۱- بڑے بھائی کا رتبہ باپ جیسا ہے۔
۱۲- کھانا بسم اللہ کہہ کر شروع کرو، شروع میں بھول جاؤ تو آخر میں کہو۔
۱۳- بازار میں کھانا بڑی نالائقی ہے۔
۱۴- مریض کے سامنے بیٹھ کر مت کھاؤ۔
۱۵- جو اپنے لیے پسند کرو، وہی دوسروں کے لیے پسند کرو۔
۱۶- بُرے ساتھی سے اکیلا رہنا بہتر ہے۔
۱۷- سلام کیا کرو۔ اس سے محبت بڑھے گی۔
۱۸- چھوٹا بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹی ٹولی بڑی ٹولی کو سلام کرے۔
۱۹- دے کر واپس لینے والا اس کتے جیسا ہے، جو قے کر کے چاٹتا ہے۔
۲۰- جھوٹ سے آدمی کا منہ کالا ہوتا ہے۔
۲۱- سچ بولو چاہے اپنا نقصان ہی ہو جائے۔
۲۲- کسی کی مصیبت پر نہ ہنسو، ایسا نہ ہو تم خود پھنس جاؤ۔
۲۳- اندھے کو غلط راستا بتا دینے والے پر لعنت ہے۔
۲۴- چغل خور جنت میں نہ جائے گا۔
۲۵- جو کسی چڑیا کو کھیل کے طور پر مارے گا، قیامت میں وہ چڑیا اس کے خلاف فریاد کرے گی۔
۲۶- نماز ٹھیک وقت پر ادا کرو۔
۲۷- نماز میں اپنی صفوں کو سیدھا کرو۔
۲۸- نماز میں کنکھیوں سے دیکھنا تباہی ہے۔
۲۹- رکوع یا سجدے میں امام سے پہلے سر اٹھانے والے کا سر اللہ تعالیٰ کہیں گدھے کے سر سے تبدیل نہ کر دے۔
۳۰- کہو کہ میں ایمان لایا اور پھر اسی پر جمے رہو۔
۳۱- میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔
۳۲- آپؐ نے فرمایا: ”میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے:

(۱) ”کھلے چھپے ہر حال میں اللہ سے ڈرتا رہوں۔

(۲) کسی سے خوش ہوں یا ناخوش ہر حال میں انصاف کی بات کہوں۔

(۳) ناداری ہو یا خوش حالی کسی حال میں حد سے نہ بڑھوں۔

(۴) جو مجھ سے کٹے، میں اس سے جڑوں۔

(۵) جو مجھے نہ دے میں اسے دوں۔

(۶) جو مجھ پر ظلم کرے میں اسے معاف کردوں۔

(۷) چپ بیٹھوں تو کچھ سوچ بچار کیا کروں۔

(۸) بات کروں تو اللہ کی بات کروں۔

(۹) کچھ دیکھوں تو اس سے نصیحت حاصل کروں اور (عام طور پر) بھلائی کا حکم دوں۔“

ظاہر ہے ان باتوں کو ہم تک پہنچانے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی ان باتوں کا حکم دیا ہے۔

معانی و اشارات

جاہل : ان پڑھ، گنوار

چغل خور : کسی کی ایسی بات کو دوسرے شخص تک پہنچانے والا، جس کی وجہ سے وہ شخص اس سے ناراض ہوجائے اور ان میں جھگڑا ہوجائے

ناداری : غریبی، محتاجی

مشق

(الف) جواب دو:

۱- پیارے نبیؐ کی پیاری باتیں کیوں سنائی جاتی ہیں؟

۲- کسی کے ماں باپ کو گالی دینا کیوں اپنے ماں باپ کو گالی دینے کے برابر ہے؟

۳- سلام کا فائدہ اور اس کے آداب کیا ہیں؟

۴- چڑیا کو کھیل کے طور پر مارنے سے آپؐ نے کیوں منع کیا ہے؟

۵- کسی کی مصیبت پر ہنسنے سے کیوں منع کیا گیا ہے؟

(ب) نیچے دیے ہوئے الفاظ کو جملوں میں اس طرح استعمال کرو کہ ان میں پیارے نبیؐ کی پیاری باتیں آ جائیں۔ جیسے
"بازار میں کھانا بڑی نالائقی ہے"

نالائقی، سچ، جھوٹ، چغل خور، پسند

(ج) نیچے لکھے ہوئے جملوں کو غور سے پڑھو اور صحیح یا غلط بتانے کے لیے قوسین ( ) میں ✓ اور × کا نشان لگاؤ:

۱- جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔ ( )

۲- بچے گھر کے پھول ہیں۔ ( )

۳- اندھے کو غلط راستہ بتا دینے والے پر لعنت ہے۔ ( )

۴- نماز میں اپنی صفوں کو سیدھا کرو۔ ( )

۵- جو مجھ سے کٹے میں اس سے کٹوں۔ ( )

(د) خانہ پری کرو:

۱- گود سے .... تک علم حاصل کرو۔

۲- جس سے .... سیکھو اس کی عزت کرو۔

۳- .... کے سامنے بیٹھ کر مت کھاؤ۔

۴- جو مجھ پر .... کرے میں اسے معاف کر دوں۔

۵- کچھ دیکھوں تو اس سے .... حاصل کروں۔



پیارے نبیؐ کی یہ پیاری باتیں (حدیثیں) زبانی یاد کرو اور سناؤ۔ انھیں خود بھی اپناؤ اور دوسروں تک بھی پہنچاؤ۔

۱۹

اللہ کی راہ میں ستایا جانا

اسلام ہی سچا دین ہے۔ اِسی کو اپنانے میں سب کی نجات ہے۔ دین دنیا کی ساری بھلائیاں اسلام ہی پر چل کر حاصل ہوسکتی ہیں۔ جو لوگ اِسلام سے ہٹ جاتے ہیں، وہ خود بھی بھٹکتے ہیں اور دوسروں کو بھی بہکاتے پھرتے ہیں۔ اپنے آپ کو بھی بگاڑتے ہیں اور ہر طرف فتنہ و فساد پھیلا کر سب کو دکھ دیتے ہیں۔ دنیا کی زندگی تو یوں تباہ ہوتی ہے اور آخرت میں ایسے لوگوں کے لیے انتہائی دردناک عذاب ہے۔

لوگوں کو تباہی و بربادی اور آخرت کے دردناک عذاب سے بچانے کے لیے پیارے نبیؐ تشریف لائے تھے۔ آپؐ نے لوگوں کو اسلام کی سیدھی سچی راہ دکھائی۔ بھلے لوگ مان گئے۔ آپؐ کے ساتھ ہوگئے۔ بُرے لوگ اپنی برائیاں چھوڑنے کے لیے آمادہ نہ ہوئے۔ آپؐ ان کا بھلا چاہتے تھے۔ وہ الٹے آپؐ کے دشمن بن گئے۔ پہلے آپؐ کو ڈرایا دھمکایا، پھر لالچ دیا۔ ناکام رہے تو طرح طرح سے ستانے لگے۔ گالیاں دیتے، پتھر مارتے، راستے میں کانٹے بچھاتے، آپؐ پر کوڑا کرکٹ ڈالتے، گندگی اور غلاظت پھینکتے۔ آپؐ یہ سارے دکھ سہتے، صبر کرتے، ان کی بھلائی کے لیے برابر کوشش کرتے اور ان کی ہدایت کے لیے اللہ سے دعا کرتے۔ مگر ان ظالموں کا ظلم بڑھتا ہی گیا۔ آپؐ کے پورے خاندان کو برادری سے باہر کرکے ان پر کھانا پانی بند کردیا گیا۔ بچے بھوک سے بلکنے لگے، فاقے پر فاقے ہونے لگے اور پتیاں چبا کر اُنھیں دن کاٹنے پڑے۔

کچھ دن بعد پیارے نبیؐ کے ہم درد چچا ابوطالب چل بسے۔ آپؐ کی پیاری بیوی حضرت خدیجہؓ چل بسیں۔ ان دونوں سے آپؐ کو بڑی ڈھارس تھی۔ کافر ان دونوں سے ڈرتے تھے اور ان کا لحاظ کرتے تھے۔ ان کے مرنے پر وہ جی بھر کر ستانے لگے۔

ایک دفعہ آپؐ کعبے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک شریر نے دیکھا، اپنی چادر لپیٹ کر پھندا بنایا اور آپؐ کے گلے میں ڈال دیا۔ آپؐ سجدے میں گئے تو نہایت بے دردی سے وہ کھینچنے لگا۔ اِتنے میں آپؐ کے سچے ساتھی حضرت ابوبکرؓ آ گئے۔ کافروں کو ٹوکا تو ان شریروں نے اُن کو بھی مارا پیٹا۔

کافروں کا ایک سردار ابوجہل تھا۔ وہ بھی آپؐ کا جانی دشمن تھا۔ آپؐ نماز میں تھے کہ اس ظالم نے آپؐ پر اونٹ کی اوجھ ڈلوادی۔ آپؐ کی پیاری بیٹی بی بی فاطمہؓ نے سنا، دوڑی ہوئی آئیں اور اوجھڑی کو دور پھینکا، غلاظت صاف کی اور ان ظالموں کو بہت سمجھایا۔

مکے سے کچھ دور ایک شہر طائف ہے۔ اسلام کی باتیں بتانے آپؐ طائف گئے۔ طائف والے بھی بہت برے تھے۔ انھوں نے دین اسلام کو اپنایا بھی نہیں۔ الٹا آپؐ کو بہت دکھ دیا۔ پتھر مارے، گالیاں دیں۔ ستانے کے لیے آپؐ کے پیچھے نادان بچے لگادیے۔ آپؐ لہولہان ہوگئے۔ مگر صبر کیا۔ بددعا دینے کی بجائے ان کی ہدایت کے لیے دعا کرتے رہے۔

آپؐ کے پیارے ساتھی بھی بہت ہی نیک اور اسلام کے پورے پابند تھے۔ وہ بھی لوگوں کو تباہی سے بچانے کے لیے اسلام کی باتیں بتاتے اور اس پر چلنے کے لیے کہتے تھے۔ ظالم انھیں بھی بے حد ستاتے تھے۔ آپؐ کے ایک اچھے ساتھی حضرت بلالؓ تھے۔ وہ ایک کافر کے غلام تھے۔ جب اس ظالم نے سنا کہ بلالؓ مسلمان ہوگئے ہیں تو اس نے اُنھیں ستانا شروع کر دیا۔ کئی کئی دن بھوکا رکھتا، مارتا پیٹتا، گرم ریت پر لٹاتا، چھاتی پر گرم پتھر رکھتا۔ گلے میں رسی باندھ کر شریر لڑکوں کو دے دیتا۔ وہ انھیں پتھروں میں گھسیٹے پھرتے۔ حضرت بلالؓ اللہ کی راہ میں دکھ اٹھاتے اور صبر کرتے رہے۔ اللہ ان سے راضی ہو۔

آپؐ کے ایک ساتھی حضرت خبّابؓ تھے۔ جب وہ مسلمان ہوئے تو کافروں نے ان کو بھی ستایا۔ ایک دن ظالموں نے کوئلے جلا کر زمین پر بچھادیے۔ اس پر انھیں چت لٹا دیا۔ پھر چھاتی پر پاؤں رکھے رہے تاکہ کروٹ نہ لے سکیں۔ ان کی ساری پیٹھ جل گئی۔

حضرت یاسرؓ آپؐ کے ایک اور پیارے ساتھی تھے۔ ابو جہل نے تو ان کے سارے خاندان کو بری طرح ستایا۔ بال بچوں کو بڑے دکھ دیے۔ ان کی نیک بیوی کو تو ظالم نے برچھی مار کر شہید کر دیا۔

ہمارے اور بہت سے بزرگوں کو بھی دین اسلام قبول کرنے پر طرح طرح سے دکھ پہنچائے گئے مگر یہ لوگ اپنے دین پر ڈٹے رہے۔ دوسروں کو بھی سیدھی سچی راہ دکھاتے رہے۔ دکھ جھیلتے رہے مگر اپنی اور دوسروں کی دین دنیا سنوارنے کے لیے برابر کوشش کرتے رہے۔ ان کے بعد اب ہماری باری ہے۔ ہم بھی دین کے لیے دُکھ اٹھائیں گے اور لوگوں کو اسلام کی سیدھی سچی راہ دکھائیں گے۔ اللہ ہماری مدد کرے۔



معانی و اشارات

دردناک : تکلیف سے بھرا ہوا

عذاب : گناہ کی سزا

آمادہ : تیار

اوجھ : پیٹ کی آنتیں (جس میں خارج ہونے والے غذائی مادے جمع رہتے ہیں)

لہولہان : خون سے لتھڑا ہوا



مشق

(الف) جواب دو:

۱- پیارے نبیؐ کس لیے تشریف لائے تھے؟

۲- برے لوگوں نے آپؐ کو کس کس طرح ستایا؟

۳- پیارے نبیؐ کے چچا ابو طالب اور آپؐ کی بیوی حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد آپؐ کو کس کس طرح ستایا گیا؟

۴- طائف والوں نے تکلیف پہنچائی تو آپؐ نے کیا کہا؟

۵- ظالموں کے ظلم کا ہمارے بزرگوں پر کیا اثر پڑا؟

(ب) پیارے نبیؐ کے درج ذیل ساتھیوں کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ مختصر لکھو:

(۱) حضرت بلالؓ (۲) حضرت خبابؓ (۳) حضرت یاسرؓ

(ج) کالم الف میں ستائے جانے کے واقعات اور کالم ب میں ستائی جانے والی ہستیوں کے نام درج ہیں۔ مناسب جوڑے لگاؤ:

الف		ب	
۱-	اونٹ کی اوجھڑی	۱-	حضرت خبابؓ
۲-	گرم ریت پر لٹانا	۲-	حضرت یاسرؓ کی بیوی
۳-	جلتے ہوئے کوئلوں پر لٹانا	۳-	حضرت محمد ﷺ
۴-	برچھی مار کر شہید کرنا	۴-	حضرت بلالؓ
۵-	مارنا پیٹنا	۵-	حضرت ابوبکرؓ

(د) خانہ پری کرو:

۱- اسلام کو اپنانے میں سب کی .... ہے۔

۲- برے لوگ اپنی برائیاں چھوڑنے کے لیے .... نہ ہوئے۔

۳- آپؐ کے پورے خاندان کو .... سے باہر کر کے ان پر کھانا پانی بند کر دیا۔

۴- .... آپؐ کا جانی دشمن تھا۔

کچھ اور کام

۱- اس سبق سے تم نے کیا سیکھا؟ درجے میں سناؤ۔

۲- پیارے نبیؐ کے جن پیارے ساتھیوں کا اس سبق میں ذکر ہے، ان کے اسلام لانے اور اللہ کی راہ میں ستائے جانے کے واقعات کی اور تفصیل اپنے ابو، امی یا استاد سے معلوم کرو۔

۲۰

خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم

اللہ نے سب کچھ بنایا۔ اسی نے سب کو پیدا کیا۔ وہی سب کی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔اس کی سلطنت کا ایک چھوٹا سا حصہ ہماری یہ زمین ہے۔ زمین پر ہم سب اللہ کے خلیفہ ہیں۔ خلیفہ نائب یا مانیٹر کو کہتے ہیں۔ جس طرح ہمارے درجے کے اصل ذمّے دار ہمارے استاد ہیں، لیکن بعض کام وہ مانیٹر کے ذریعے بھی کراتے ہیں، اسی طرح سب کا اصل حاکم، مالک اور آقا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس کی سلطنت بہت لمبی چوڑی ہے۔ اتنی بڑی کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ اپنی اس سلطنت کے ایک چھوٹے سے حصے پر جس کا نام زمین ہے، اللہ نے ہم کو اپنا نائب مقرر کیا ہے اور یہاں کے انتظام کی کچھ ذمّے داری ہمارے اوپر ڈالی ہے۔ ہمارا کام دراصل زمین پر اللہ تعالیٰ کی مرضی پوری کرنا ہے۔

اللہ کے خلیفہ یا نائب یوں تو سارے انسان ہیں، لیکن ملک کا انتظام کرنے کے لیے انھیں کسی نہ کسی کو اپنا سردار بنانا ہوتا ہے۔مسلمان اس کام کے لیے جسے اپنا سردار بناتے ہیں، وہ ''خلیفہ'' کہلاتا ہے۔ خلیفہ اللہ کے حکم کے مطابق دنیا کا انتظام کرتا ہے اور سب کو اللہ کی مرضی پر چلاتا ہے۔ پیارے نبیؐ کے بعد ہمارے جن بزرگوں نے اللہ کے حکم کے مطابق دنیا کا ٹھیک ٹھیک انتظام کیا وہ حلفاے راشدین کہلاتے ہیں۔ خلفاے راشدین کے نام یہ ہیں: حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ۔ یہ حضرات پیارے نبیؐ کے پیارے ساتھی تھے۔ بہت ہی نیک اور انتہائی ایمان دار تھے۔ انھوں نے اپنی ذمّے داریاں بڑے اچھے ڈھنگ سے نبھائیں۔ بہت ہی اچھا انتظام کیا۔ اللہ کے سچے دین کو ساری دنیا میں پھیلانے کی کوشش کی۔

۱- حضرت ابوبکرؓ

پیارے نبیؐ کے بعد سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوئے ہیں۔ ان کی پیاری بیٹی حضرت عائشہؓ پیارے نبیؐ کو بیاہی تھیں۔ آپؐ کے وہ سچے دوست تھے۔ آپؐ کو وہ اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ چاہتے تھے۔ آپؐ کی زبان سے جو کچھ سنتے کسی جھجک کے بغیر فوراً اس کو سچ مان لیتے تھے، اِسی لیے ان کو صدّیق بھی کہا جاتا ہے۔ صرف سوا دو سال خلیفہ رہے مگر اتنے ہی دنوں میں ایسے ایسے کام کیے، جنھیں دنیا ہمیشہ یاد رکھے گی۔ پیارے نبیؐ نے اپنی بیماری کے زمانے میں انھی کو نماز پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ ''اگر ساری دنیا کے مسلمانوں کا ایمان تولا جائے تو ابوبکرؓ کے ایمان کا پلّہ جھک جائے گا۔'' ان کی خوبیاں گناتے ہوئے پیارے نبیؐ نے فرمایا:

''ان میں اتنی خوبیاں ہیں جتنے آسمان میں تارے۔''

حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے دین کی راہ میں اپنا سب کچھ لٹا دیا۔ اللہ و رسولؐ کو خوش کرنے کے لیے جو کچھ بن پڑا کر گزرے۔ اسی لیے پیارے نبیؐ کے بعد سب سے پہلے ان کا نام لیا جاتا ہے۔ ہم سب کے دلوں میں ان کی بڑی عزت ہے۔ اللہ ان سے راضی ہو۔

۲- حضرت عمرؓ

حضرت ابوبکر صدّیقؓ کے بعد حضرت عمرؓ ہمارے خلیفہ ہوئے۔ وہ لگ بھگ دس سال خلیفہ رہے۔ ان کی خلافت کا زمانہ ساری دنیا کی تاریخ میں مثالی زمانہ مانا جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ بھی پیارے نبیؐ کے سچّے دوست تھے۔ ان کی پیاری بیٹی حضرت حفصہؓ پیارے نبیؐ کو بیاہی تھیں۔ برائیوں کو مٹانے اور بھلائیوں کو پھیلانے میں انھوں نے بڑا کام کیا۔ ان میں ان گنت خوبیاں تھیں۔ نہایت سادہ زندگی گزارتے تھے۔ اپنی ذمّے داریوں کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ کسی کو دُکھ درد میں دیکھ کر تڑپ جاتے تھے۔ برائیوں سے تو ان کو اتنی نفرت تھی کہ پیارے نبیؐ فرماتے تھے:

''عمر کے سائے سے شیطان بھی بھاگتا ہے۔''

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک کافر غلام ابولولو فیروز نے انھیں شہید کر دیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡن۔

۳- حضرت عثمانؓ

حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ خلیفہ چنے گئے۔ وہ بھی پیارے نبیؐ کے سچے دوست تھے۔ آپؐ کی پیاری بیٹی حضرت رُقیہؓ ان کو بیاہی تھیں۔ حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد پیارے نبیؐ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت اُمِّ کلثومؓ کو ان سے بیاہ دیا۔ اسی لیے ان کو ''ذوالنّورَین'' یعنی دونور والے بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن کو عام کرنے اور پھیلانے میں انھوں نے بڑی محنت کی۔ ان کی حیا اور پاک بازی مشہور ہے۔ پیارے نبیؐ فرماتے تھے: ''عثمان بڑے حیا والے ہیں۔ ان سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔'' حضرت عثمانؓ کی خلافت کی مدت بارہ سال ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کا انھیں بے حد شوق تھا۔ تلاوت ہی کی حالت میں چند باغیوں نے ان کو شہید کردیا۔ اِنّا لِلّٰہ وَاِنّآ اِلَیْہِ راجِعُوْن۔

۴- حضرت علیؓ

حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے۔ پیارے نبیؐ کی چہیتی بیٹی بی بی فاطمہؓ انھی کو بیاہی تھیں۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ انھی کے صاحبزادے تھے۔ حضرت علیؓ کی بہادری، پرہیز گاری اور سادگی مشہور ہے۔ ان کی خلافت کے زمانے میں جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر بھی وہ حق پر جمے رہے۔ نماز کو جارہے تھے کہ ایک بدبخت نے انھیں شہید کردیا۔ اِنّا لِلّٰہ وَاِنّـآاِلَیْہِ راجِعُوْن۔ حضرت علیؓ کی مدت خلافت تقریباً پانچ سال ہے۔

یہ چاروں خلیفہ پیارے نبیؐ کے صحابیؓ اور سچے دوست تھے۔ ان کی اچھائیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی ہی میں انھیں ایک ساتھ جنت کی خوش خبری دے دی تھی۔ ان چاروں کی خلافت تقریباً تیس سال رہی مگر ان نیک بزرگوں نے دنیا کا انتظام اتنا اچھا چلایا کہ دنیا آج تک اس زمانے کے لیے ترس رہی ہے۔ اللہ جلد وہ دن لائے کہ ساری دنیا اسی کی مرضی پر چلنے لگے اور سب کو امن اور چین نصیب ہو۔

معانی و اشارات

سلطنت : حکومت

حیا : شرم

شہید : اللہ کی راہ میں مارا جانے والا

اِنّا لِلّٰہ وَاِنّآ اِلَیۡہِ راجِعُوۡن : ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

مشق

(الف) جواب دو:

۱- خلفاے راشدین کن حضرات کو کہتے ہیں؟

۲- خلیفہ سے کیا مراد ہے؟

۳- حضرت ابوبکرؓ کو ''صدیق'' کیوں کہا جاتا ہے؟

۴- کس خلیفہ کا زمانہ ''مثالی زمانہ'' مانا جاتا ہے؟

۵- حضرت عثمانؓ کو ''ذوالنورین'' کیوں کہا جاتا ہے؟

۶- دنیا آج تک خلافت کے زمانے کے لیے کیوں ترس رہی ہے؟

(ب) خالی جگہوں میں خلفائے راشدین کے نام لکھو:

۱- .... میں اتنی خوبیاں ہیں جتنے آسمان میں تارے۔

۲- .... کے سائے سے شیطان بھی بھاگتا ہے۔

۳- ....کی بہادری، سادگی اور پرہیزگاری مشہور ہے۔

۴- .... کی حیا اور پاک بازی مشہور ہے۔

(ج) خالی جگہیں بھرو:

۱- زمین پر ہم سب اللہ کے .... ہیں۔

۲- ہمارا کام دراصل زمین پر اللہ کی .... پوری کرنا ہے۔

۳- اگر ساری دنیا کے مسلمانوں کا ایمان تولا جائے تو .... کے ایمان کا پلّہ جھک جائے گا۔

۴- اِن چاروں کی خلافت تقریباً ....سال رہی۔

۲۱

نبیوں کے حالات

اللہ تعالیٰ نے بہت سے نبی بھیجے۔ نبی ہر ملک اور ہر قوم میں آئے۔ آخر میں پیارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہ آئے گا۔ آپؐ سے پہلے کتنے نبی آچکے تھے۔ ان کے نام کیا تھے؟ یا وہ کہاں کہاں اور کس کس قوم میں آئے؟ ان سب باتوں کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ ہاں قرآن مجید میں جن کا ذکر ہے، ان میں سے تین مشہور نبیوں (حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ، اور حضرت نوحؑ) کا حال ہم ''سچا دین حصہ اوّل'' میں پڑھ چکے ہیں۔ اب ہم تین اور مشہور نبیوں کا حال پڑھیں گے۔ ان کے نام ہیں حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ۔

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت ابراہیمؑ کے دو بیٹے تھے۔ حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ۔ حضرت اسحاقؑ کے ایک بیٹے حضرت یعقوبؑ تھے۔ اللہ نے ان تینوں کو بھی نبی بنایا تھا۔

حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے۔ ان میں دو چھوٹے تو ایک ماں سے تھے، باقی دس دوسری ماؤں سے۔ دونوں چھوٹے بیٹوں میں بڑے بیٹے کا نام حضرت یوسفؑ تھا۔

بچپن

حضرت یوسفؑ اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ نیک اور ہونہار تھے۔ حضرت یعقوبؑ آپ کو بہت چاہتے تھے۔ بچپن میں حضرت یوسفؑ نے خواب دیکھا کہ چاند، سورج اور گیارہ ستارے آپؑ کو سجدہ کررہے ہیں۔ آپؑ نے یہ خواب اپنے ابا سے بیان کیا۔ وہ سمجھ گئے کہ اللہ آپؑ کو بہت اونچا مقام دینے والا ہے۔ لیکن یوسفؑ سے کہا کہ بیٹے! یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتانا، ورنہ وہ مجھے اور تجھے بہت پریشان کریں گے۔

بھائیوں کی شرارت

حضرت یوسفؑ کے سوتیلے بھائی آپؑ سے بہت جلتے تھے۔ ایک دن بھائیوں نے آپؑ کو مارڈالنے کی ٹھانی۔ سَیر کے بہانے اُنھیں باہر لے گئے۔ زبردستی ایک اندھے کنویں میں ڈال دیا۔ شام کو دکھاوے کے لیے روتے دھوتے گھر لوٹے۔ ابّا سے جھوٹ موٹ کہہ دیا کہ ہم لوگ دوڑ میں مقابلہ کررہے تھے، یوسفؑ اکیلے ہمارے سامان کی دیکھ بھال میں لگے تھے، اتنے میں بھیڑیا آیا اور انھیں چیر پھاڑ کر کھا گیا۔ ابّا میاں ان کی چال سمجھ گئے مگر صبر سے کام لیا۔

یوسفؑ مصر میں

حضرت یوسفؑ کنویں میں تھے کہ اُدھر سے ایک قافلہ گزرا، کنواں دیکھ کر ٹھہر گیا۔ قافلے کا ایک آدمی پانی لینے کنویں پر پہنچا، وہاں پانی کی جگہ حضرت یوسفؑ مل گئے۔ وہ بہت خوش ہوا۔ آپؑ کو باہر نکالا۔ پھر وہ لوگ آپ کو اپنے ساتھ مصر لے گئے۔ مصر کے عزیز (حاکم) کی آپؑ پر نظر پڑی۔ شریف لڑکا سمجھ کر آپؑ کو خرید لیا۔

جیل میں

حضرت یوسفؑ عزیز مصر کے یہاں رہنے لگے۔ اس زمانے میں مصر کے لوگ اللہ کو چھوڑ کر بہت سے دیوی دیوتاؤں کو پوجتے تھے۔ بُرے بُرے کام کرتے تھے۔ اپنے بادشاہ کو بھی سورج کا اوتار سمجھتے تھے۔ حضرت یوسفؑ ان کے بیچ پلے بڑھے مگر ان لوگوں کی کسی خراب بات کو آپؑ نے نہیں اپنایا۔ عزیز مصر کی بیوی زلیخا کچھ اچھی عورت نہ تھی، وہ حضرت یوسفؑ کو بُرے کام پر ابھارنے لگی۔ جب آپؑ آمادہ نہ ہوئے تو بہت بگڑی اور ناحق آپؑ کو جیل بھجوادیا۔

جیل میں دو قیدی اور داخل ہوئے، جیل والے آپؑ کی اچھائیوں اور نیک برتاؤ سے بہت خوش تھے۔ ایک دن دونوں قیدیوں نے خواب دیکھا۔ تعبیر پوچھنے حضرت یوسفؑ کے پاس آئے۔ ایک بولا: ''میں نے خواب دیکھا ہے کہ شراب نچوڑ رہا ہوں''۔ دوسرا بولا: ''میں نے دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹیاں رکھی ہیں اور پرندے ان کو کھا رہے ہیں۔''

موقع پاکر حضرت یوسفؑ نے پہلے اُنھیں دین کی بنیادی باتیں سمجھائیں، پھر دیوی دیوتاؤں کو چھوڑ کر تنہا اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے کے لیے کہا:

''اے جیل کے ساتھیو! تم خود ہی سوچو کہ بہت سے الگ الگ رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟ اس کو چھوڑ کر تم جن کو پوج رہے ہو (ان کی کوئی اصلیت نہیں) وہ صرف چند نام ہیں جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کوئی سند نہیں اتاری ہے۔ حکومت کا حق تو صرف اللہ کو ہے۔ اس کا حکم ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کرو۔ صرف یہی سیدھی راہ ہے۔ مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

اے جیل کے ساتھیو! تمھارے خواب کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے ایک تو اپنے بادشاہ کو شراب پلائے گا۔ دوسرا سولی پر چڑھا دیا جائے گا اور پرندے اس کا سر نوچ نوچ کر کھائیں گے۔

آخر وہی ہوا جو حضرت یوسفؑ نے بتایا تھا۔ ایک قیدی چھوٹ کر بادشاہ کا نوکر ہوگیا۔ دوسرا سولی پر چڑھا دیا گیا۔

بادشاہ کا خواب

ایک دن بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ ''سات موٹی گائیں ہیں، جن کو سات دُبلی گائیں کھارہی ہیں اور اناج کی سات بالیں ہری ہیں اور سات سوکھی۔'' اس نے لوگوں سے خواب کا مطلب پوچھا مگر کوئی نہ بتاسکا۔ آخر حضرت یوسفؑ سے پوچھا گیا، آپؑ نے کہا کہ ''سات سال خوب غلہ پیدا ہوگا، پھر سات سال سخت قحط پڑے گا۔'' اس کے بعد آپؑ نے قحط سے بچنے کی ترکیب بھی بتادی۔ بادشاہ آپؑ سے مل کر بہت خوش ہوا۔ حکومت کا سارا کام آپؑ کے سپرد کردیا۔ آپؑ نے بڑا اچھا انتظام کیا، بہت سا غلّہ بچالیا جو قحط کے زمانے میں کام آیا۔ آپؑ نے پاس پڑوس کے ملکوں کی بھی غلے سے مدد کی۔

بھائیوں کا مصر آنا

حضرت یوسفؑ کے وطن میں بھی کال پڑا تھا۔ آپؑ کے بھائی غلّہ لینے مصر آئے۔ حضرت یوسفؑ کے پاس پہنچے مگر پہچان نہ سکے۔ حضرت یوسفؑ نے پہچان لیا۔ بھرپور غلہ دیا اور قیمت بھی واپس کردی۔ ان سے کہا آیندہ اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ساتھ لائیں، ورنہ غلہ نہیں دیا جائے گا۔ ابّا میاں سے کہہ سن کر دوسری بار چھوٹے بھائی کو بھی ساتھ لائے۔ انھیں دیکھ کر حضرت یوسفؑ بہت خوش ہوئے۔ الگ بلاکر بتادیا اور انھیں اپنے پاس روکنے کے لیے آپؑ نے ایک تدبیر کی۔ لوٹنے لگے تو ان کے سامان میں اپنا پیالہ رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد پیالے کی تلاش ہوئی۔ نوکروں کو شبہ ہوا، جاکر سامان کی تلاشی لی۔ پیالہ نکلا تو چوری کے الزام میں وہ روک لیے گئے۔ ایک بھائی کو اس کا بڑا رنج ہوا، اس نے گھر لوٹنے سے انکار کردیا۔ دوسرے بھائی گھر لوٹے، ابّا میاں سے سارا واقعہ سنایا۔ انھیں چوری کا یقین نہ آیا۔ بہت افسوس کرنے لگے۔

پورا کنبہ مصر میں

تیسری بار وہ لوگ معمولی پونجی لے کر پھر آئے۔ حضرت یوسفؑ کو اپنا دکھڑا سنایا، اور غلّے کی بھیک مانگی۔ ان کی بے بسی دیکھ کر آپؑ کا دل بھر آیا۔ انھیں بتادیا کہ میں یوسف ہوں۔ بھائی بہت

شرمندہ ہوئے۔ اپنے کیے پر بہت پچھتائے۔ حضرت یوسفؑ نے کچھ نہیں کہا، معاف کردیا۔ آخر میں سب کو اپنے پاس مصر بلایا۔ جب بال بچوں سمیت یہ لوگ مصر پہنچے تو آپؑ نے والدین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھالیا۔ اچانک ماں باپ اور آپؑ کے گیارہ بھائی آپؑ کے آگے سجدے میں جھک گئے۔

حضرت یوسفؑ بولے:

''ابّا میاں! یہ ہے میرے اس خواب کا مطلب جو میں نے پہلے دیکھا تھا کہ سورج چاند اور گیارہ ستارے مجھے سجدہ کررہے ہیں۔ میرے رب نے اسے سچ کردکھایا۔ اس کا بڑا کرم ہے کہ اس نے مجھے جیل سے نکالا اور آپ لوگوں سے ملاقات کرائی۔'' پھر سب لوگ خوش خوش مصر میں رہنے لگے۔

اس کہانی سے ہم نے کئی باتیں سیکھیں:

۱۔ کبھی کبھی اللہ شر (برائی) سے بھی خیر (بھلائی) کی صورت پیدا کردیتا ہے۔ بھائیوں نے حسد میں آکر حضرت یوسفؑ کو کنویں میں ڈال دیا مگر ان کی یہی شرارت آپؑ کے مصر پہنچ کر حکومت کرنے کا ذریعہ بنی۔

۲۔ بدلہ لے سکنے کے باوجود معاف کردینا زیادہ اچھا ہے۔ بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا، مگر آپؑ نے معاف کردیا۔

۳۔ جہاں کہیں اور جس حال میں بھی ہوں دین کی باتیں لوگوں تک پہنچاتے رہنا چاہیے۔ حضرت یوسفؑ جیل میں ڈال دیے گئے مگر آپؑ وہاں بھی خاموش نہیں بیٹھے، جیل والوں کو اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے۔

۴۔ بُرے سے بُرے لوگوں کے بیچ میں رہ کر بھی اپنا اچھا طریقہ نہیں بدلنا چاہیے۔ نہ بُروں کے برے طریقے پر چلنا چاہیے۔ بلکہ بُروں کو اچھا بنانے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ حضرت یوسفؑ اللہ کے باغیوں اور بُرے لوگوں میں پلے مگر ان کا کوئی بُرا اثر نہیں لیا بلکہ خود انھیں اچھا بنانے کی کوشش کی۔

معانی و اشارات

قیدی	:	جس کو پکڑ کر سزا کے طور پر کسی جگہ بند کردیا جائے
تعبیر	:	خواب کا نتیجہ بیان کرنا
قحط/کال	:	خشک سالی، اناج اور پانی کی کمی
اوتار	:	مشرک لوگوں کے عقیدے کے مطابق کوئی دیوتا کسی بڑے کام کی انجام دہی کے لیے انسان یا کسی اور صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کو وہ اوتار کہتے ہیں۔
اندھا کنواں	:	خشک کنواں، تاریک کنواں
سند	:	ثبوت، دلیل
باغی	:	سرکش، نافرمان
دکھڑا	:	دکھ بھرا واقعہ

مشق

(الف) مختصر جواب دو:

۱- حضرت یوسفؑ کے خاندان کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟

۲- بچپن میں حضرت یوسفؑ نے کیا خواب دیکھا تھا؟

۳- حضرت یوسفؑ کے سوتیلے بھائیوں نے آپؑ کے ساتھ کیا شرارت کی؟

۴- حضرت یوسفؑ نے جیل میں قیدیوں کو کون سی باتیں سمجھائیں؟

۵- بادشاہ نے حکومت کا سارا کام آپؑ کے سپرد کیوں کردیا؟

۶- حضرت یوسفؑ کے بچپن کا خواب کیسے پورا ہوا؟

(ب) حضرت یوسفؑ نے درج ذیل خوابوں کا مطلب کیا بتایا؟

۱- ''ایک بولا میں نے خواب دیکھا ہے کہ شراب نچوڑ رہا ہوں'' دوسرا بولا ''میں نے دیکھا ہے کہ میرے

سر پر روٹیاں رکھی ہیں اور پرندے ان کو کھا رہے ہیں۔"

۲- سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور اناج کی سات بالیں ہری ہیں اور سات سوکھی۔"

(ج) خانہ پری کرو:

۱- حضرت یوسفؑ کے والد کا نام .... تھا۔

۲- حضرت یعقوبؑ کو اللہ نے .... بیٹے دیے تھے۔

۳- حضرت یوسفؑ اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ نیک اور .... تھے۔

۴- حضرت یوسفؑ کو .... نے خرید لیا۔

۵- عزیز مصر کی .... ناحق آپؑ کو جیل بھجوا دیا۔

٢٢

٢- حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰؑ کا تعلق حضرت یوسفؑ کے خاندان سے تھا۔ ہم پڑھ چکے ہیں کہ حضرت یوسفؑ نے اپنے کنبے کے تمام لوگوں کو مصر بلالیا تھا۔ یہ سب لوگ مصر ہی میں آباد ہوگئے تھے۔ ان کی آل اولاد پھلی پھولی۔ حضرت یعقوبؑ کا دوسرا نام اسرائیل تھا اور چوں کہ یہ لوگ ان کی اولاد تھے اس لیے "بنی اسرائیل" یا "اسرائیلی" کہلائے۔ بنی اسرائیل کی بہت دنوں تک مصر میں بڑی عزت رہی۔ پھر ان کے اندر طرح طرح کی برائیاں پیدا ہوگئیں۔ آخر مصریوں کی نظر سے یہ لوگ گر گئے۔ مصری انھیں ذلیل سمجھنے اور ستانے لگے۔ مصر کا بادشاہ فرعون کہلاتا تھا۔ فرعون اپنے کو سورج دیوتا کا اوتار بتاتا اور اپنی پوجا کراتا تھا۔ فرعون نے حکم دے دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکے پیدا ہوں انھیں ذبح کردیا جائے۔ ہاں لڑکیاں چھوڑ دی جائیں۔

بچپن

یہ حکم جاری تھا کہ حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے۔ آپؑ کی امی جان بہت پریشان تھیں۔ انھیں ڈر تھا کہ کہیں ظالم میرے بچے کو بھی ذبح نہ کردیں۔ اللہ نے ڈھارس بندھائی۔ پھر اللہ کے حکم سے انھوں نے آپؑ کو ایک صندوق میں بند کرکے دریا میں ڈال دیا۔ دریا کے کنارے فرعون کا محل تھا۔ صندوق بہتا ہوا محل کے پاس پہنچا۔ فرعون کی بیوی نے اسے نکلوا منگایا۔ صندوق سے بچہ نکلا۔ وہ بہت خوش ہوئی۔ بچے کو پالنا چاہا مگر وہ کسی کا دودھ نہیں پیتا تھا۔ محل میں موسیٰؑ کی بہن بھی موجود تھیں۔ وہ

بھائی کی خیر خبر لینے گئی تھیں۔ انھوں نے کہا ”میں ایک ایسی انّا کا پتا بتاتی ہوں، جو اسے پال لے گی“ اِس طرح کسی کو پتا بھی نہیں چلا اور حضرت موسیٰؑ کی امّی جان ہی کو ان کی پرورش کے لیے رکھ لیا گیا اور اس طرح اللہ نے بیٹے کو ماں سے پھر ملا دیا۔

جوانی

فرعون کے گھر آپؑ پلے بڑھے جوان ہوئے۔ اللہ نے آپؑ کو اچھا ڈیل ڈول دیا۔ ایک رات سب سو رہے تھے کہ آپؑ نے ایک مصری کو دیکھا کہ وہ آپؑ کی قوم کے ایک آدمی کو بُری طرح مار رہا ہے۔ آپؑ نے منع کیا مگر وہ نہ مانا۔ آپؑ سے یہ ظلم دیکھا نہ گیا۔ آپؑ نے ایک گھونسا مار دیا۔ خدا کا کرنا، گھونسا ایسا پڑا کہ وہ مر گیا۔

مَدْیَن میں

سزا کا ڈر تھا، اس لیے آپؑ مصر سے نکل کھڑے ہوئے۔ جاتے جاتے مصر سے دور مدین پہنچے۔ تھکے ہارے تھے، ایک جگہ پانی اور سایہ دیکھ کر بیٹھ گئے۔ دیکھا کہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں۔ مگر دو لڑکیاں دیر سے کھڑی ہیں۔ آپؑ کو ان پر ترس آیا۔ کہہ سن کر ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔ لڑکیاں خوش خوش گھر لوٹیں۔ اپنے ابّا میاں سے سب کچھ کہہ سنایا۔ انھوں نے مسافر سمجھ کر آپؑ کو بلا بھیجا۔ آپؑ بڑے میاں کے پاس پہنچے۔ وہ محبت سے پیش آئے۔ آپؑ سے سارے واقعات پوچھے۔ بہت تسلی دی، اپنے گھر رکھ لیا اور اپنی ایک لڑکی سے ان کی شادی کر دی۔

نبی ہوتے ہیں

آٹھ دس سال بعد آپؑ اپنی بیوی کو لے کر مصر لوٹنے لگے۔ رات ہو گئی تھی۔ راستا بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ آپؑ نے دور ایک روشنی دیکھی، سمجھے وہاں کچھ لوگ ہوں گے۔ بیوی کو وہیں ٹھہرا کر آگ لینے اور راستا پوچھنے چلے۔ قریب پہنچے، دیکھا کہ روشنی ایک درخت پر ہے۔ درخت سے آواز آئی۔ آواز اللہ تعالیٰ کی تھی۔ اللہ نے آپؑ کو نبی بنایا۔ آپؑ نے نبی ہونے کی نشانیاں مانگیں تاکہ کوئی

جھٹلا نہ سکے۔ اللہ نے کہا ''اچھا اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دو۔'' آپؑ نے ڈال دی تو وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گئی۔ آپؑ ڈرے۔ اللہ نے کہا بے خوف ہو کر اسے پکڑ لو۔ ہمت کر کے پکڑا تو وہ پھر لاٹھی تھی۔ یہ تو ایک نشانی ہوئی دوسری نشانی یہ تھی کہ اپنا ہاتھ بغل میں رکھ کر نکالتے تو وہ خوب چمکنے لگتا۔ آپؑ کی دعا پر اللہ نے آپؑ کے بھائی حضرت ہارونؑ کو بھی آپ کا معاون اور نبی بنا دیا۔

فرعون کے دربار میں

اب دونوں اللہ کے حکم سے فرعون کے پاس گئے۔ اس سے اللہ کا کہا ماننے اور ظلم سے باز آنے کو کہا۔ وہ اس کے لیے تیار نہ ہوا۔ نبی ہونے کی نشانی مانگی۔ آپؑ نے نشانیاں دکھائیں۔ اس نے انھیں جادو بتایا اور بولا ایسا تو جادوگر بھی کر سکتے ہیں۔ جی چاہے تو مقابلہ کر لو۔

جادوگروں سے مقابلہ

تیوہار کے دن جشن کے میدان میں جادوگروں سے مقابلے کی ٹھہری بہت سے جادوگر اور ہزاروں تماشائی جمع ہوئے۔ جادوگروں نے نظر بندی کر کے رسیاں ڈالیں تو وہ دوڑتے ہوئے سانپ دکھائی دینے لگیں۔ اللہ کے حکم سے آپؑ نے اپنی لاٹھی پھینکی۔ وہ اژدہا بن کر جادوگروں کے سانپوں کو نگلنے لگی۔ جادوگر سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں اللہ کی نشانی ہے۔ وہ سب اللہ پر ایمان لے آئے اور حضرت موسیٰؑ کے ساتھی بن گئے۔ فرعون اب بھی نہ مانا جادوگروں کو مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ مگر انھوں نے پروانہ کی۔

فرعون کا غرق ہونا

اب اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کی نصیحت کے لیے چھوٹے بڑے کئی عذاب بھیجے۔ کبھی قحط، کبھی سیلاب، کبھی ٹڈی دل اور کبھی خون کی بارش مگر لوگ نہ مانے۔ برابر آپؑ کو جھٹلاتے اور بنی اسرائیل پر ظلم کرتے رہے۔ آخر اللہ کے حکم سے ایک رات آپؑ بنی اسرائیل کو لے کر چل کھڑے ہوئے۔ فرعون نے فوج لے کر پیچھا کیا۔ راستے میں سمندر پڑا، اللہ کے حکم سے آپؑ نے سمندر پر لاٹھی ماری۔ سمندر نے راستا دے دیا۔ آپؑ اور آپؑ کے ساتھی پار اُتر گئے۔ فرعون اور اس

کی فوج بھی آگے بڑھی، مگر سمندر کا پانی پھر مل گیا اور وہ اپنی فوج سمیت سمندر میں غرق ہوگیا۔ موسیٰؑ اور ان کی قوم آگے بڑھی، سینا کی وادی میں پہنچی۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے ان پر بادلوں کا سایہ کیا، کھانے کے لیے منّ وسلویٰ جیسی مزے دار چیزیں اُتاریں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو چالیس دن کے لیے طور پہاڑ پر بلایا اور انھیں اپنی کتاب تورات دی۔ آپؑ کے پیچھے کچھ لوگوں نے مصریوں کی طرح سونے چاندی کا بچھڑا بنا کر اس کی پوجا شروع کردی۔ مصریوں کے ساتھ رہتے رہتے بہت سی بُری باتیں وہ بھی سیکھ گئے تھے۔ حضرت موسیٰؑ واپس آئے تو بہت بگڑے اور ان سے توبہ کرائی۔ پھر سب کو لے کر آگے بڑھے۔ باپ دادا کے وطن شام پر قبضہ کرنا چاہا۔ مگر آپؑ کی قوم بہت بزدل اور نکمی تھی۔ دشمنوں سے مقابلے کے لیے تیار نہ ہوئی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ناراض ہوکر انھیں بھٹکا دیا اور چالیس سال تک وہ ریگستان میں مارے مارے پھرے۔

ایک بُزرگ سے ملاقات

اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰؑ ایک بزرگ سے ملنے گئے۔ کھانے کے لیے اپنے ساتھ مچھلی لے گئے تھے۔ ایک جگہ ٹھہر کر آرام کرنے لگے۔ اللہ کا کرنا مچھلی کود کر پانی میں چلی گئی۔ وہ بزرگ وہیں رہتے تھے۔ آپؑ ان سے ملے۔ ان کے ساتھ چلے۔ کشتی میں سوار ہوئے۔ بزرگ نے اس کشتی میں سوراخ کردیا۔ آگے بڑھے تو ایک بے گناہ بچے کا گلا گھونٹ دیا اور آگے گئے تو بلا اجرت ایک ٹیڑھی دیوار کی مرمت کردی۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ سب دیکھا، ان سے رہا نہ گیا۔ اعتراض کیا۔ بزرگ نے بتایا کہ ''یہ سب میں نے خود نہیں، اللہ کے حکم سے کیا ہے۔ کشتی غریب ملّاحوں کی ہے۔ یہاں کا ظالم بادشاہ اچھی کشتیاں چھین لیتا ہے۔ یہ کشتی عیب دار ہوگئی، اب وہ اسے نہ لے سکے گا۔ بچہ ایک اچھے اور نیک ماں باپ کا بیٹا تھا۔ ابھی تو وہ اس سے خوش تھے مگر بڑا ہوکر یہ بہت بُرا نکلتا۔ ماں باپ کو بے حد تکلیف دیتا۔ اس لیے میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا۔ تاکہ ماں باپ کے دل میں محبت باقی رہے۔ دیوار یتیموں کی تھی۔ ان کے باپ نے دیوار کے نیچے خزانہ چھپایا تھا۔ اگر دیوار گر جاتی تو خزانہ دوسرے لوگ اُڑا لیتے کیوں کہ بچے ابھی چھوٹے ہیں۔ بچے بڑے ہو جائیں گے تو خزانہ انھیں مل جائے گا۔'' حضرت موسیٰؑ کی سمجھ میں بات آ گئی اور وہ مطمئن ہوگئے۔

اِس سبق سے ہم نے کئی باتیں سیکھیں:

۱- اللہ کی حکمتوں کو کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ جس بچے کے ہاتھوں فرعون کو تباہ کرانا تھا، اللہ نے اسے نہ صرف ذبح ہونے سے بچالیا بلکہ فرعون ہی کے گھر اس کی پرورش کرائی۔

۲- اللہ کی دین کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ نہ جانے کس کس راہ سے دیتا ہے۔ بہت دیتا ہے اور بن مانگے دیتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ آگ لینے گئے تو انھیں پیغمبری بخش دی:

خدا کی دِین کا موسیٰؑ سے پوچھیے احوال   کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

۳- اللہ کے سارے کاموں میں بڑی حکمت ہوتی ہے۔ لیکن ہم اکثر سمجھ نہیں پاتے۔ بزرگ کے ہاتھوں اللہ نے جو کام کرائے تھے، دیکھنے میں وہ قابل اعتراض تھے مگر ان میں کتنی حکمت تھی۔ بزرگ نے بتایا تب سمجھ میں آئی۔

۴- کسی کے دل میں جب ایمان اتر جاتا ہے تو کوئی ڈراوا یا دھمکی اسے پھیر نہیں سکتی۔ فرعون نے جادوگروں کو بہت ڈرایا دھمکایا مگر وہ ایمان پر جمے رہے۔

۵- غیروں کے ساتھ رہتے رہتے کم زور ایمان والے ان کی غلط باتیں بھی اپنا لیتے ہیں۔ اسرائیلی نبیوں کی اولاد تھے اس کے باوجود مصریوں کے ساتھ رہتے رہتے انھی کی طرح اللہ کو چھوڑ کر بچھڑا پوجنے لگے۔



آل اولاد پھلی پھولی	:	خاندان میں اضافہ ہوا
انّا	:	وہ عورت جسے بچے کو دودھ پلانے کے لیے رکھا جائے
بچھڑا	:	گائے کا نر بچہ

مَنّ وسَلویٰ	:	اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے یہ چیزیں غذا کے طور پر استعمال کے لیے اتاری تھیں۔ یہ دونوں چیزیں انھیں بغیر کسی محنت اور کوشش کے ملتی تھیں
نکمّی	:	ناکارہ، کام چور
غرق ہونا	:	ڈوبنا
نظر بندی	:	آنکھوں پر جادو کا ایسا اثر ڈالنا کہ کچھ کا کچھ نظر آئے
ٹڈی دل	:	ایک قسم کے اڑنے والے کیڑوں کا بڑا گروہ جو اکثر کھیت کے کھیت کھاکر صاف کر دیتا ہے



(الف) جواب دو:

۱- حضرت موسیٰؑ کہاں پلے بڑھے؟

۲- حضرت موسیٰؑ مصر سے کیوں نکل کھڑے ہوئے؟

۳- اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو نبی ہونے کی کیا نشانیاں دیں؟

۴- حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے دربار میں اس سے کیا کہا؟

۵- اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو کیوں غرق کر دیا؟

۶- حضرت موسیٰؑ کی قوم چالیس سال تک ریگستان میں کیوں ماری ماری پھری؟

(ب) خالی جگہیں پر کرو:

۱- حضرت موسیٰؑ حضرت .... کے خاندان سے تھے۔

۲- حضرت یعقوبؑ کا دوسرا نام .... تھا۔

۳- مصر کے بادشاہ .... کہلاتے تھے۔

۴- حضرت موسیٰؑ .... ہی کو ان کی پرورش کے لیے رکھ لیا گیا۔

۵- حضرت موسیٰؑ سزا سے بچنے کے لیے مصر سے دور .... پہنچے۔

۶- آپؑ کی دعا پر اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے بھائی .... کو بھی نبی بنا دیا۔

۲۳

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر بڑا فضل کیا۔ ان میں بہت سے نبیؑ پیدا کیے۔ حضرت عیسیٰؑ بھی اسی قوم سے تھے۔ آپؑ حضرت موسیٰؑ کے کئی سو سال بعد پیدا ہوئے۔ آپؑ بی بی مریمؑ کے بیٹے تھے۔ بی بی مریمؑ جب پیٹ میں تھیں، آپؑ کی امّی نے پیدا ہونے والے بچے کو اللہ کی نذر کرنے کی ٹھانی۔ ان کا خیال تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا۔ اللہ کا کرنا کہ مریم پیدا ہوئیں پھر بھی امّی نے نذر کردی۔ اللہ تعالیٰ نے نذر قبول کرلی۔ مریمؑ بیت المقدس کی عبادت گاہ میں بھیج دی گئیں۔ وہاں حضرت زکریاؑ نے آپؑ کی دیکھ بھال کی۔ جب کبھی حضرت زکریاؑ آپؑ کے کمرے میں جاتے، وہاں کچھ نہ کچھ کھانے پینے کا سامان پاتے۔ پوچھنے پر معلوم ہوتا کہ اللہ نے بھیجا ہے۔

پیدائش

پل بڑھ کر بی بی مریمؑ جوان ہوئیں۔ آپؑ بہت ہی نیک اور پارسا لڑکی تھیں۔ ہر وقت اللہ کی عبادت میں لگی رہتی تھیں۔ ایک دن وہ عبادت کررہی تھیں کہ اللہ کے حکم سے ایک فرشتہ آیا اور خوش خبری دی کہ آپؑ کے ایک اچھا سا بیٹا پیدا ہوگا۔ مریمؑ کو بڑا تعجب ہوا۔ بولیں "میرے بچہ کیسے پیدا ہوسکتا ہے۔ مجھ کو کسی مرد نے چھوا تک نہیں اور نہ میں بدچلن ہوں۔" مریمؑ کا کہنا ٹھیک ہی تھا۔ کہیں پارسا کنواری لڑکی کے بچہ پیدا ہوتا ہے؟ مگر اللہ تو بڑی قدرت والا ہے۔ حضرت آدمؑ کو جب بے ماں باپ کے پیدا کردیا تو ماں موجود ہونے پر بیٹا پیدا کرنا کیا مشکل تھا؟ آخر اللہ کے حکم سے مریمؑ کے پیٹ سے حضرت

عیسیٰؑ پیدا ہوئے۔ موقع تو بڑی خوشی کا تھا، لیکن بی بی مریمؑ کو بہت رنج تھا۔ وہ جانتی تھیں کہ بُرے لوگ مانیں گے نہیں۔ مجھے بدنام کریں گے۔ مگر اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کو اتنی نشانیوں کے ساتھ پیدا کیا تھا کہ معمولی سمجھ کا آدمی بھی آپؑ کو دیکھتے ہی نبی مان لیتا اور حضرت مریمؑ کو پاک دامن سمجھتا۔ بہت ہی بُرا اور عقل کا کورا ہی کچھ اور سوچتا۔

بچپن

آخر حضرت مریمؑ بچے کو لے کر شہر آئیں۔ لوگ جمع ہوئے۔ بُرے لوگوں نے لعنت ملامت شروع کی۔ حضرت مریمؑ چپ تھیں کہ بچہ بول اُٹھا:

''میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی نبی بنایا اور حکم دیا کہ جب تک جیتا رہوں نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کروں۔ مجھے ماں کا حق ادا کرنے والا بنایا، نافرمان اور ظالم نہیں بنایا۔''

سننے والے حیران تھے کہ اتنا ننھا بچہ ابھی سے بولنے لگا۔ اسے اللہ کی نشانی سمجھ کر نیک لوگ فوراً مان گئے مگر بُرے لوگ انھیں بدنام کرتے اور اپنی دنیا و آخرت برباد کرتے رہے۔

حضرت عیسیٰؑ بڑے ہوئے۔ آپؑ پر اللہ نے انجیل اتاری۔ آپؑ نے لوگوں کو سیدھی راہ دکھائی۔ اپنے بعد پیارے نبیؐ کے آنے کی خوش خبری دی۔ بنی اسرائیل کو برائیوں پر ٹوکا، بھلائیوں پر ابھارا۔ انھیں اللہ کی بہت سی نشانیاں دکھائیں۔ مٹی کی چڑیا بناتے، اس میں پھونک مارتے، اللہ کے حکم سے وہ زندہ ہو کر اڑنے لگتی۔ ایک جنم کے اندھے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا، اللہ کے حکم سے اس کی آنکھوں میں روشنی آگئی۔ ایک کوڑھی کو بھلا چنگا کر دیا۔ ایک مردے کو چھوا، اللہ کے حکم سے وہ زندہ ہو گیا۔ بنی اسرائیل نے یہ تمام نشانیاں دیکھیں، مگر وہ اتنے بگڑ چکے تھے کہ آپؑ پر نہ ایمان لائے اور نہ اپنی برائیاں چھوڑیں، الٹے آپؑ کے دشمن ہو گئے۔ کافر بادشاہ سے آپؑ کی شکایت کی، غلط الزام لگائے، جھوٹے مقدمے میں پھنسایا اور کہہ سن کر آپؑ کو سولی پر لٹکانے کا فیصلہ کرا لیا۔ آپؑ کا تو کچھ بگڑا نہیں، آپؑ کے دشمن ہی گھاٹے میں رہے۔ آخر حضرت عیسیٰؑ کو اللہ نے واپس بلا لیا اور دشمنوں ہی میں سے ایک آدمی (جو آپؑ کی شکل و صورت سے کچھ ملتا جلتا تھا) کو آپؑ کے دھوکے میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔

حضرت عیسیٰؑ کی باتیں کچھ غریب مچھیروں نے سنی تھیں۔ وہی ایمان لائے اور انھی کے ذریعے سے آپؑ کی لائی ہوئی تعلیم پھیلی۔ کچھ ہی دنوں میں آپؑ کا نام روشن ہوگیا اور بنی اسرائیل اپنی شرارتوں کی وجہ سے ذلیل و خوار ہوگئے۔ دیکھوتو آج بھی آپؑ کے نام لیوا بُرے بھلے کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔

معانی و اشارات

پارسا	:	نیک
کنواری	:	بن بیاہی
عقل کا کورا	:	بے وقوف
جنم	:	پیدایش
کوڑھی	:	ایسا شخص جس کی جلد، بیماری کی وجہ سے سفید اور ہاتھ اور پیر کی انگلیاں گل گئی ہوں۔
مقدمہ	:	عدالتی کارروائی
مچھیرا	:	مچھلیاں پکڑنے والا
لعنت ملامت کرنا	:	بُرا بھلا کہنا

مشق

(الف) مختصر جواب دو:

۱- بی بی مریمؑ بیت المقدس کی عبادت گاہ میں کیوں بھیجی گئیں؟

۲- فرشتے نے بی بی مریمؑ کو کیا خوش خبری دی؟

۳- حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے بی بی مریمؑ کیوں رنجیدہ تھیں؟

۴- نیک لوگوں پر بچے کی بات کا کیا اثر ہوا؟

۵- حضرت عیسیٰؑ نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی کیا کیا نشانیاں دکھائیں؟

۶- حضرت عیسیٰؑ کے پیغام پر بنی اسرائیل کیوں ایمان نہ لائے؟
۷- بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

(ب) ذیل میں چند باتیں لکھ دی گئی ہیں جو باتیں صحیح ہوں ان کے سامنے بنے خانے میں (✓) کا نشان لگادو اور جو باتیں غلط ہوں ان کے سامنے بنے خانے میں (×) کا نشان لگادو:

۱- حضرت عیسیٰؑ بنی اسماعیلؑ میں سے تھے۔ (   )
۲- حضرت عیسیٰؑ نے اپنے بعد پیارے نبیؐ کے آنے کی خوش خبری دی۔ (   )
۳- حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے واپس بلالیا۔ (   )
۴- بی بی مریمؑ کے کمرے میں کھانے پینے کا سامان جن بھیجتے تھے۔ (   )
۵- دشمنوں میں سے ایک آدمی شبہے میں قتل کردیا گیا۔ (   )

(ج) خانہ پُری کرو:

۱- حضرت عیسیٰؑ .... کے کئی سو سال بعد پیدا ہوئے۔
۲- حضرت عیسیٰؑ کی والدہ کا نام .... تھا۔
۳- بیت المقدس میں .... نے بی بی مریمؑ کی دیکھ بھال کی۔
۴- حضرت عیسیٰؑ پر اللہ تعالیٰ نے .... اتاری۔
۵- .... کے ذریعے سے آپؑ کی لائی ہوئی تعلیم پھیلی۔

دعا

مرے بازو میں طاقت دے
مرے خوں میں حرارت دے
خدایا! مجھ کو جرأت دے کہ تیرا دین پھیلاؤں
جہاں کو راہ پر لاؤں

زباں دے پُر اثر مجھ کو
عنایت علم کر مجھ کو
عطا کر وہ ہنر مجھ کو کہ تیرا دین پھیلاؤں
جہاں کو راہ پر لاؤں

پجاری میں بنوں تیرا
فدائی میں بنوں تیرا
سپاہی میں بنوں تیرا کہ تیرا دین پھیلاؤں
جہاں کو راہ پر لاؤں

(یونسؔ ہرگانوی)